بِسمِ اللہِ وَالصَّلوٰۃُ وَالسَّلامُ عَلٰی رَسُولِہِ الکَرِیم

بیاد

امام الاولیاء سلطان الاصفیاء

حضرت شیخ سید علی ہجویری معروف بہ حضرت داتا گنج بخش قدس سرہ العزیز

بفیضان نظر

حکیم اہل سنت حکیم محمد موسیٰ امرتسری علیہ الرحمۃ

کتاب	سیرتِ غوث اعظم
ترتیب و تدوین	مولانا باغ علی نسیم
تعارف	پیرزادہ اقبال احمد فاروقی
کمپوزنگ	words maker Lhr. 7231391
تصحیح	محمد منیر رضا
طابع	اشتیاق احمد مشتاق پرنٹرز لاہور
سرورق	محمد رمضان فیضی
ناشر	میاں زبیر احمد علوی گنج بخشی قادری ضیائی
ناظم اشاعت	میاں محمد ریاض ہمایوں سعیدی
تاریخ اشاعت	ربیع الثانی ۱۴۲۲ھ / جون ۲۰۰۱ء
ہدیہ	ایصالِ ثواب اُمتِ رسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)

ملنے کا پتہ

دارالفیض گنج بخش

۵۵ حکیم محمد موسیٰ روڈ (ریلوے روڈ) حضرتِ لاہور

اجمالی فہرست

صفحہ اوّلین

سیدنا غوثِ اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی ذاتِ گرامی نہ کسی تعارف کی محتاج ہے اور نہ ان کے محاسن و فضائل کسی ادبی اور علمی پیمانہ میں سما سکتے ہیں۔ وہ شہباز لامکان ہیں ان کی نگاہ میں کائنات ارضی رائی کے دانے سے زیادہ حقیقت نہیں رکھتی' لوح محفوظ پر ان کی نگاہ ہے اور بارگاہ رسالت میں انہیں شان محبوبیت حاصل ہے۔ اولیاء الٰہی ان کی نگاہ لطف کی تمنا رکھتے ہیں اور سیاہ کار ان کی نگاہِ شفقت سے بری ہوتے ہیں۔ ہمارے ہاں یہ بات بلا خوف تردد واضح ہے' ان کے کمالات کو پیش کرنا اپنے قلوب و الہام کو روشن کرنے کی ایک سعی سعید ہے۔ اسی نظریہ کے پیش نظر زیرنظر کتاب میں مختلف اہل قلم کے مضامین کو قارئین تک پہنچانے کی کوشش کی جا رہی ہے جن مضامین سے آپ کی پاکیزہ سیرت کی جھلکیاں نمایاں ہوں' اور ان واقعات و حالات کی روشنی میں ہماری روحانی قوتیں جلا پائیں۔

جنابِ غوثِ صمدانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سیرتِ طیبہ پر مختلف مضامین جمع کرتے وقت ہمیں اس بات کا خیال رہا کہ ان حالات کو ہی پیش کیا جائے جو ایک پاکیزہ انسان کی حیثیت سے خدمت انسانیت کے ضامن ہیں۔ کرامات کی بے پناہ دولت سے اس کتاب کی تنگ دامانی عاجز رہی ہے لیکن حالات' ماحول' سیاسی حالات اور علمی کمالات کو ہم نے حتی الامکان آپ کے مطالعہ میں لانے کی کوشش کی ہے ہمیں امید ہے کہ یہ کتاب قارئین کو جناب غوثِ پاک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی سیرت پر ایک مختصر مگر جامع مواد بہم پہنچائے گی۔

ہم اُمید کرتے ہیں کہ اہل نظر ہماری اس کوشش کو نگاہِ لطف سے دیکھیں گے اور مفید مشورہ سے نوازیں گے۔

باغ علی نسیم
خطیب جامع مسجد سٹی کوتوالی' لاہور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ابتدائیہ

پیرزادہ اقبال احمد فاروقی

غوث الثقلین حضرت سیدنا الشیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کا اسلام کی روحانیت میں وہ مقام ہے جو کسی دوسرے ولی اللہ کو نصیب نہیں ہوا۔ سارے اولیاء اللہ اپنے اپنے مقامات پر درخشاں آفتاب و مہتاب ہیں۔ اور ان کی روحانی ضیاؤں نے کائنات ارضی کے تاریک گوشوں کو روشن کرنے میں بڑا اہم کردار ادا کیا ہے۔ صرف کائنات ارضی ہی نہیں انسانوں کے دلوں کی تاریکیوں کو دُور کرنے میں بھی نمایاں حصہ لیا ہے۔ آج دنیائے اسلام کی ساری روحانی بارگاہیں انہیں کے فیضان سے کام کر رہی ہیں۔ مگر حضرت سیدنا غوث اعظم الجیلانی رضی اللہ عنہ کے انوار و فیضان کے چشمے مشرق و مغرب میں رواں دواں ہیں۔ آج دنیائے روحانیت کے جتنے دریا بہہ رہے ہیں ان کا منبع شہنشاہِ بغداد کی ذات ہے۔ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی فرماتے ہیں ؎

راج کس شہر میں کرتے نہیں تیرے خدام
باج کس نہر سے لیتا نہیں دریا تیرا
مزرع چشت و بخارا و عراق و اجمیر
کون سی کشت پہ برسا نہیں جھالا تیرا

سیدنا غوث اعظم الشیخ عبدالقادر رضی اللہ عنہ کے کمالات پر بے شمار کتابیں لکھی گئی ہیں۔ مختلف ممالک میں مختلف زبانوں میں آپ کے اذکار و فیوضات پر بے پناہ تحریریں ملتی ہیں۔ آپ کے مناقب و کمالات پر دفتروں کے دفتر بھرے ہوئے ہیں۔ ان کتابوں تحریروں اور مناقب کے علاوہ بے شمار اولیاء اللہ اور اہل محبت کے سینوں کے صفحات آپ

کے تذکار سے پر ہیں۔ صدیوں سے جتنے روحانی سلسلے چلے آ رہے ہیں ان کے بانیوں کی زبانیں، ان کے دلوں کی دھڑکنیں ان کے شب و روز ذکر غوثِ پاک سے معمور ہیں۔

ہمارے مولانا باغ علی نسیم رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۲۹ فروری ۲۰۰۰ء) سیدنا غوثِ اعظم کے عشاق میں شمار ہوتے تھے۔ انہوں نے اگرچہ ساری زندگی دینی اور اسلامی لٹریچر کی اشاعت میں گزاری مگر ان کے قلب کی گہرائیوں میں سیدنا غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کی محبت اور عقیدت موجزن تھی۔ وہ حضرت کے وظائف اور مشاغل پر عمل پیرا تھے۔ انہوں نے آج سے چالیس سال قبل سیدنا غوثِ اعظم پر ایک رسالہ بہ نام ''سیرت غوثِ اعظم'' شائع کرنے کا ارادہ کیا اور وقت کے اہل علم وقلم سے بارگاہِ غوثیت میں مقالات لکھوائے اور ایک مختصر مگر جامع کتاب مرتب کر کے شائع کی۔ یہ کتاب ایک ماہ کے اندر اندر سارے ملک میں پھیل گئی اور علماء و مشائخ نے اسے بے حد پسند کیا اور اسے اپنے حلقہ احباب میں تقسیم کیا۔

کتاب کے فاضل مرتب مولانا باغ علی نسیم رحمۃ اللہ علیہ (پیدائش ۱۹۲۵ء) حضرت مولانا محمد نبی بخش حلوائی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۹۴۴ء) مولف تفسیر نبوی کے خاص شاگردوں، مریدوں اور خادموں میں سے تھے۔ مولانا حلوائی کی وفات کے بعد آپ ہی نے آپ کا مدرسہ، مسجد، اور سلسلہ طریقت کو قائم رکھا اور ساری زندگی اپنے استاد مکرم اور مرشد عالی قدر کے مشن کو جاری رکھا۔ آپ ریاست کشمیر (جموں) سے چل کر اپنے استادِ گرامی کے مدرسہ میں ۱۹۳۵ء میں داخل ہوئے۔ فارسی اور عربی کی درسی کتابیں پڑھیں۔ آپ نے اپنے استاد سے دیگر کتابوں کے علاوہ مثنوی مولانا روم سبقاً سبقاً پڑھی۔ یہ اس زمانہ کا ایک بڑا اعزاز تھا۔ دارالعلوم حزب الاحناف لاہور کے بلند پایہ استاد مولانا محمد مہر الدین رحمۃ اللہ علیہ سے صرف ونحو اور دوسری فنی کتابیں پڑھیں۔ ۱۹۴۰ء میں مرکزی دارالعلوم حزب الاحناف لاہور میں داخلہ لیا۔ ۱۹۴۶ء میں دستارِ فضیلت حاصل کی۔ فارغ التحصیل ہوئے تو اپنے استادِ گرامی کے مدرسہ میں مسند تدریس پر بیٹھے۔

مولانا باغ علی نسیم کو اپنے استاد حضرت مولانا محمد نبی بخش حلوائی کی زندگی کے

آخرین سالوں میں بڑی قربت رہی۔ چنانچہ صاحب تفسیر نبوی کی آخرین تصانیف کے مسودات آپ نے ہی تیار کئے۔ ان میں سے بعض زیور طباعت سے آراستہ کرائے۔ بعض ابھی قلمی صورت میں محفوظ ہیں۔ آپ بڑے محنتی، متوکل، کم گو اور خدا ترس عالم دین تھے۔ سینکڑوں طلبہ آپ کی سرپرستی میں رہ کر برسرروزگار ہوئے۔ ۱۹۵۳ء میں پنجاب یونیورسٹی سے عربی فاضل کیا۔ ایک وقت آیا کہ اپنے استاد کی کتابوں کی اشاعت کے لئے مکتبہ نبویہ کی بنیاد رکھی۔ یہ مکتبہ راقم الحروف (پیرزادہ اقبال احمد فاروقی) نے آپ سے مل کر قائم کیا۔ ابتداء میں یہ مکتبہ جامع مسجد نبویہ متصل سٹی کوتوالی بیرون دہلی گیٹ لاہور میں قائم ہوا۔ مگر ۱۹۶۸ء میں گنج بخش روڈ لاہور پر باقاعدگی سے اشاعتی ادارہ بن کر سامنے آیا۔ اس مکتبہ میں راقم الحروف کے قلمی تعاون سے کئی اہم اعتقادی اور علمی کتابیں شائع ہوئیں۔ آپ نے اپنی زندگی میں ہی تفسیر نبوی کی پندرہ جلدوں کا اُردو ترجمہ کرا کے مکتبہ نبویہ سے شائع کیا۔ ۱۹۷۴ء میں پہلی بار حج بیت اللہ کو گئے اور وہاں کے علمائے کرام نے آپ کی دینی اور اعتقادی خدمات کو ہدیہ تحسین پیش کیا۔ حضرت مولانا ضیاء الدین مدنی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کی خدمات پر ایک سند جاری کی۔ جس میں آپ کی اعتقادی خدمات کو سراہا گیا۔

مولانا باغ علی نسیم رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے پیر و مرشد کی مسجد، دارالعلوم اور پھر سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ اور ان کی تصانیف کی اشاعت کا اہتمام بڑے ذوق وشوق سے کیا۔ ایک وقت آیا کہ آپ نے اپنے استادِ گرامی کی تعمیر کردہ مسجد جس کی عمارت خستہ ہو چکی تھی از سرنو دوبارہ تعمیر کرنے کا ارادہ کیا۔ وہ بذاتِ خود اُٹھے اپنی زرعی زمین فروخت کی۔ اور کئی لاکھ روپیہ مسجد نبویہ کی تعمیر نو میں لگا دیا۔ آج یہ مسجد نہایت خوبصورت انداز میں پایہ تکمیل کو پہنچ چکی ہے اس کی تعمیر نو کا سہرا مولانا کے سر ہے۔ یہ ان کی زندگی کے آخری ایام کی یادگار ہے۔ آپ اسی مسجد کے ایک گوشے میں اپنے پیر و مرشد کے مزار کے ساتھ زیر سایہ جامع مسجد نبویہ لاہور میں آرام فرما ہیں۔

مرکزی مجلس رضا لاہور قائم ہوئی تو آپ بانی اراکین میں سے تھے۔ حکیم محمد موسیٰ

امرتسری رحمۃ اللہ علیہ کے دست راست تھے۔ بانی مرکزی مجلس رضا نے کئی کتابیں آپ کے مشورے سے بلکہ آپ کی لائبریری سے لے کر شائع کرائیں اور انہیں مفت تقسیم کیا گیا۔ پھر حضرت حکیم محمد موسیٰ مرتسری (م ۱۹۹۹ء) نے اعلیٰ حضرت کی کئی کتابوں کو مولانا باغ علی نسیم رحمۃ اللہ علیہ کی وساطت سے مکتبہ نبویہ سے شائع کرایا۔ فاضل بریلوی کے مشہور فتاویٰ رضویہ جلد پنجم (کتاب النکاح) کی کتابت کرا کے مکتبہ نبویہ کو عنایت کی جو بڑی آب و تاب سے چھپ کر منصۂ شہود پر آئی۔ مولانا باغ علی نسیم دوسری بار حج پر گئے تو حکیم محمد موسیٰ امرتسری بھی آپ کے شریک سفر تھے۔ ان دونوں بزرگوں نے اعلیٰ حضرت کے خلیفہ مجاز حضرت مولانا محمد ضیاء الدین مدنی کی مجالس سے بڑا فائدہ اُٹھایا اور قیام مدینہ کے دوران ان حضرات کا زیادہ وقت قطب مدینہ حضرت مولانا ضیاء الدین مدنی کے کاشانہ عالیہ میں گزرتا تھا۔

حکیم محمد موسیٰ امرتسری کی علمی رفاقت میں مولانا باغ علی نسیم نے ایک لمبا عرصہ گزارا۔ مرکزی مجلس رضا کی اشاعتی ٹیم میں سرگرم رہے اور جب حکیم صاحب نے مرکزی مجلس رضا کے توڑنے کا اعلان کیا تو مولانا باغ علی نسیم نے راقم الحروف کے ساتھ مل کر مرکزی مجلس رضا کے دوبارہ احیاء کے لئے آگے بڑھے۔ دارالعلوم نعمانیہ میں مرکزی مجلس رضا کا دفتر قائم کیا اور اشاعتی کام میں حصہ لیا۔ دارالعلوم نعمانیہ کے مرکزی دفتر سے دوسری مطبوعات کے علاوہ جب ماہنامہ ''جہانِ رضا'' کا اجراء ہوا تو مولانا باغ علی نسیم قدم قدم پر ایڈیٹر کے ساتھ کام کرتے رہے۔

ہم مولانا باغ علی نسیم کی علمی اور اشاعتی کوششوں کا تذکرہ مرکزی مجلس رضا کے حوالے سے اس لئے بھی کرنا مناسب جانتے ہیں کہ جب زیرِ نظر کتاب ''سیرت غوث اعظم'' پہلی بار چھپی تو اس پر مرکزی مجلس رضا کی کتابوں کا رنگین سرورق استعمال کیا گیا اور یہ کتاب اگرچہ مکتبہ نبویہ گنج بخش روڈ لاہور سے شائع کی گئی مگر اس کا رنگ ڈھنگ سارا مرکزی مجلس رضا کی کتابوں کا سا تھا۔ مرکزی مجلس رضا نے اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کی سب سے پہلے جو کتاب شائع کی اس کا نام ''تجلی المشکواۃ فی مسئلہ الزکاۃ''

تھا۔ اس کا ٹائٹل حکیم محمد موسیٰ امرتسری نے بڑے ذوق سے منتخب کیا تھا۔ بعد میں اسے ہی مکتبہ نبویہ کی زیر بحث کتاب کی زینت بنایا گیا۔ مرکزی مجلس رضا کی اشاعتی ٹیم نے فاضل بریلوی کے افکار پر بے شمار کتابیں شائع کیں اور اسے ملک بھر میں تقسیم کیا۔ اسی مجلس نے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان فاضل بریلوی کی اپنی تصانیف کے علاوہ فکر رضا کو دور دور تک پھیلانے کے لئے بڑا اہم کام کیا۔ پھر ایک وقت آیا کہ مجلس کے ترجمان ماہنامہ جہانِ رضا نے فکر رضا کی اشاعت کو بڑے علمی انداز سے پیش کیا۔ آج یہ بات بلا خوف تردید کہی جا سکتی ہے کہ مرکزی مجلس رضا نے جہان رضویت میں جو خدمات سرانجام دی ہیں اس کی مثال نہیں ملتی۔

ہم مرکزی مجلس رضا کے بانی حضرت حکیم اہل سنت حکیم محمد موسیٰ امرتسری رحمۃ اللہ علیہ کے طبی اور عملی جانشینوں (صاحبزادہ میاں زبیر احمد صاحب ضیائی اور میاں محمد ریاض ہمایوں سعیدی) کی ان خدمات کو ہدیہ تحسین ادا کئے بغیر نہیں رہ سکتے جنہوں نے حکیم صاحب مرحوم کے "مے خانہ موسوی" کو آباد رکھا ہے اور ان کے مشن کو جاری رکھتے ہوئے خوبصورت کتابوں کی اشاعت کا سلسلہ جاری رکھا ہے۔ اسی سلسلہ میں انہوں نے کتاب "سیرت غوثِ اعظم" کی اشاعت کا اہتمام کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کے اس جذبہ کو تا دیر سلامت رکھے۔ (آمین بجاہ طٰہٰ و یٰسین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)

جون ۲۰۰۱ء مطابق
ربیع الثانی ۱۴۲۲ھ لاہور

پروفیسر منشاد علی ایم اے
(گورنمنٹ غوثیہ کالج' فرید آباد)

حضرت سیدنا غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت غوثِ اعظم رحمتہ اللہ علیہ کی ذات ستودہ صفات ایہ من آیات اللہ ہے اور بلامبالغہ آپ کے فضائل وکمالات کا احاطہ ممکن نہیں ہماری زبانیں عاجز ہیں اور قلم قاصر کہ آپ کے محامد ومحاسن کو کامل طور پر بیان کرسکیں۔[۲] بداق مالا سید رک کله لا یترک کله

آب دریا را اگر نتواں کشید　　　　ہم بقدرِ تشنگی باید چشید

آپ کا ذکر جمیل جتنا بھی ہو سکے موجب خیر وبرکت ہوگا اور راقم و ناظر دونوں کیلئے باعث رحمت ہے۔ سیدنا حضرت غوثِ اعظم شیخ عبدالقادر جیلانی رحمتہ اللہ علیہ کی حیاتِ طیبہ کا ہر ورق ہدایت کا ایک روشن باب ہے اور اس کا ایک ایک حرف معرفت و ایقان کا سرچشمہ' اللہ اللہ کیا مقام ہے کہ عین یوم ولادت سے ہی شعار دین کا پرچم بلند کیا' لوگوں کے سامنے اتباع شریعت کا محض قولی نہیں بلکہ عملی نمونہ پیش کیا اور رہتی دنیا تک ایک لازوال مثال قائم کردی۔

روزہ دار بچہ

اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ قولِ مشہور کے مطابق آپ ۴۷۰ ہجری (۱۰۷۷ء) میں رمضان المبارک کی پہلی رات کو پیدا ہوئے اور دن بھر دودھ نہ پیا' سارے مہینے یہی کیفیت رہی۔ شہر بغداد میں مشہور ہوگیا کہ سادات کرام میں ایک ایسے صاحبزادے پیدا ہوئے ہیں جو پیدائشی طور پر روزے رکھتے ہیں ۔[۳] حالانکہ ابھی آپ پر روزہ فرض نہ تھا لیکن اللہ تعالیٰ نے ہمیں سبق دیا کہ ہمارے دوست و انبیاء علیہم السلام طاعات وعبادات

میں ایسی لذت پاتے ہیں کہ وہ شرعاً مکلف نہ ہونے کے باوجود بھی سرگرم عمل رہتے ہیں ہے اور یہ ان نفس پرست جھوٹے مدعیوں کیلئے ایک تازیانہ عبرت ہے جو بلا عذر دین کی پیروی سے بھاگتے ہیں اور بزعم خویش کہتے ہیں کہ اب ہم پہنچے ہوئے ہیں اب ہم اللہ تعالیٰ تک پہنچ گئے ہیں۔ اس لیے اب ہمیں نماز روزہ کی کیا حاجت' ہاں ہاں وہ پہنچ تو ضرور گئے مگر کہاں' جہنم میں! ۵

شیطان کا وار کردیا بیکار

ابلیس لعین روز اول سے انسان کا عدو مبین ہے وہ اس پر نت نئے حربوں سے وار کرتا ہے اور اسے گمرہ کرنے کیلئے ایڑی چوٹی کا زور لگا دیتا ہے مگر خداوند قدوس کے عباد مخلصین اولیاء و صالحین پر اس کا قابو نہیں رہتا۔ ۶ حضرت غوث صمدانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں ایک دفعہ میں جنگل میں تھا تو اچانک ایک روشنی نمودار ہوئی اور اس میں سے آواز آئی ''اے عبدالقادر! میں تیرا رب ہوں جو چیز میں نے دوسروں کیلئے حرام کی ہیں سب تیرے لیے حلال ہیں' یہ خبیث آواز سنتے ہی میں نے پڑھا اعوذ باللہ من شیطان الرجیم اور کہا ''اوملعون دور ہو جا'' یہ کہنا تھا کہ سارے جنگل میں اندھیرا چھا گیا اور شیطان پکارا کہ اے عبدالقادر! آپ اپنے علم کی بدولت میرے جال سے بچ گئے ورنہ میں نے تو اس طرح ستر صوفیوں کو گمراہ کیا ہے آپ فرماتے ہیں کہ میں نے کہا ''اولعنتی یہ اللہ کا فضل ہے''

اس واقعہ سے علم دین کی اہمیت عیاں ہو جاتی ہے کہ فلاحِ دارین اسی پر موقف ہے یہی وجہ ہے کہ بزرگان دین نے صاف صاف لکھا کہ علم شریعت کے بغیر کوئی شخص نجات نہیں پا سکتا۔ خود حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے کہ ایک عالم شیطان پر ہزار عابدوں سے زیادہ بھاری ہوتا ہے نیز فرمایا کہ جو شخص بغیر علم کے عبادت میں مشغول ہوتا ہے وہ ایسا ہے جیسے خراس کا گدھا کہ دن رات چکی چلائے مگر نفع کچھ نہیں۔ بے علم عابد شیطان کی چالوں سے بے خبر ہوتا ہے اور اسی لیے اس کے دام فریب میں پھنس جاتا ہے۔ دیکھیئے حضرت غوثِ پاک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنے علم شریعت کی

روشنی میں فیصلہ کر لیا کہ حرام چیزوں کو حلال کر دینا شیطان کے سوا اور کسی کا کام نہیں ہو سکتا لہٰذا فوراً اس پر لعنت بھیجی' آپ ہمیں بھی نصیحت فرماتے ہیں کہ اپنے ساتھ اپنے رب کی شریعت کا چراغ لے لو (خز معک مصباح شرع ربک)

اور پھر خلوت نشین ہو جو شخص علم کے بغیر خداتعالیٰ کی عبادت کرے گا وہ جتنا سنوارے گا اس سے زیادہ بگاڑے گا۔۸

حصولِ علم کے لئے بغداد کا سفر

خود حضرت ممدوح رحمتہ اللہ علیہ نے بھی پہلے علومِ ظاہری حاصل کیے اور پھر تصوف کے میدان میں قدم رکھا۔ ابتدائی تعلیم اور حفظِ قرآن سے آپ اپنے مولا پاک جیلان جسے گیلان بھی کہتے ہیں میں ہی فارغ ہو گئے تھے پھر تکمیل علوم کیلئے عازمِ بغداد ہوئے۹ جو اس زمانے میں علوم وفنون کا ایک عظیم الشان مرکز تھا نظامیہ بغداد۱۰ کی شہرت دور دور پھیلی ہوئی تھی یہاں امام غزالی رحمتہ اللہ علیہ جیسے نادر روزگار علماء کا علمی فیضان جاری تھا۱۱ حضرت غوثِ پاک رحمتہ اللہ علیہ نے یہاں جلیل القدر علمائے سنت سے مختلف علوم وفنون میں سندیں حاصل کیں تجوید' تفسیر' حدیث فقہ اور دوسرے علوم کی تحصیل میں جہد بلیغ سے کام لیا حتیٰ کہ جملہ علوم میں نہ صرف علمائے بغداد سے بلکہ روئے زمین کے تمام عالموں سے بڑھ گئے حتی افاق الکل فی الکل۱۲

اور جس طرح ظاہری علوم کیلئے اساتذہ کرام کی شاگردی اور ان کے سامنے زانوئے تلمذتہ کرنا ضروری ہے اسی طرح باطنی علوم کیلئے مشائخ عظام کی بیعت اور ان کا مرید ہونا بھی لازم ہے۔ اس ضمن میں مولانا جلال الدین رومی رحمتہ اللہ علیہ کا ایک مقولہ ضرب المثل بن گیا ہے۔

مولوی ہرگز نہ شد مولائے روم تا غلامِ شمس تبریزی نہ شد

بزرگان دین نے دلائل شرعیہ کی روشنی میں صراحت فرمائی ہے کہ کوئی شخص بھی اس وقت تک مرتبہ کمال کو نہیں پہنچ سکتا جب تک وہ کسی شیخ کامل کے ہاتھ پر بیعت نہ ہو۱۳ حضرت غوثِ پاک رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں پہلے مشائخ کے دروازے پر جا پھر کچھ بنے

گا ۱۴ اسی طرح حضرت مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ سالک کو ذکر کے بغیر چارہ نہیں اور ذکر وہی نافع ہے جو شیخ کامل تعلیم فرمائے۔

''پس پیر دریں راہ از ضروریات آمد'' ۱۵

پیر کامل کی حاجت

صوفیائے کرام کا مقولہ ہے کہ جس کا کوئی پیر نہ ہو اس کا پیر شیطان ہوتا ہے ۱۶ اس کا مطلب یہی ہے کہ ایسے شخص کو شیطان خوب گمراہ کرتا ہے وہ شیطان کا کھلونا بن جاتا ہے ۱۷ کتب تاریخ و سیر پر نظر رکھنے والے جانتے ہیں کہ جتنے بھی مشاہیر اولیاء اللہ ہوئے ہیں وہ سلاسل طریقت میں سے کسی نہ کسی سلسلہ میں بیعت ہوئے۔

بیعت و خلافت

حضرت غوثِ پاک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بھی باوجود اپنی جلالت مرتبت کے حضرت ابوسعید مخزومی رحمتہ اللہ علیہ کی بیعت کی اور خرقہ خلافت حاصل کیا ۱۸ اور بتا دیا کہ صراط مستقیم اسی کا نام ہے۔ وہ حضرات جن پر اللہ تعالیٰ کا انعام ہوا ان کا یہی راستہ ہے۔

سنہری اُصول سیکھ لیں ......

شروع میں عرض کیا گیا تھا کہ آپ کی خوبیاں شمار سے باہر ہیں جب پیدائش کے وقت سے خوارق و کرامات کا ظہور ہوا تو پھر پوری زندگی کی کرامتوں اور خوبیوں کو کون گن سکتا ہے؟ آپ تو مہد تالحد خدمت دین پر کمر بستہ رہے۔ جواہر علمیہ سے مالا مال ہو کر جو خدمات جلیلہ سرانجام دیں ان کی تفصیل تو کار دفتر ہے ذرا اس ایک واقعہ پر نظر ڈالیے جو سفر بغداد میں پیش آیا اور جسے آج بچہ بچہ جانتا ہے کہ آپ کی بے مثال سچائی اور راست گوئی نے کس طرح آن کی آن میں سنگ دل اور بے رحم ڈاکوؤں کو رحم دلی اور شرافت کا پتلا بنا دیا۔ آپ کی صداقت کا کرشمہ تھا کہ ساٹھ ڈاکو بغیر کسی جبر و تشدد کے متقی پرہیزگار بن گئے اور اس طرح آپ نے چوروں کو ولی بنا دیا۔ ۱۹ حقیقت تو یہ ہے کہ اگر

ہم اس ایک واقعہ کو پیش نظر رکھیں اور حضور غوثِ پاک رحمتہ اللہ علیہ سے ''سچ بولو'' کا سنہری اُصول سیکھ لیں تو ہم دنیا اور آخرت میں کامیاب ہو سکتے ہیں۔

خدمتِ اشاعتِ دین

یاد رہے کہ آپ اٹھارہ سال کی عمر (۴۸۸ ہجری) میں تحصیل علم کیلئے تشریف فرما ہوئے اور پھر ساری زندگی اشاعت دین میں بسر فرمائی آپ کا وصال ۵۶۱ ہجری ۱۱۶۶ء میں ہوا آپ تقریباً ستر سال تک دین متین کی خدمت کرتے رہے۔[۲۰] معتبر روایات سے پتہ چلتا ہے کہ آپ کے وعظ میں ستر ہزار تک کا مجمع ہوتا' چار سو آدمی دوات قلم لے کر آپ کے ارشادات قلمبند کرتے اور انسانوں پر ہی کیا منحصر ہے آپ کی مجلس میں جنات بھی آتے آپ غوث الثقلین ہیں یعنی انس و جان کے غوث حضرت خضر علیہ السلام جس ولی اللہ سے ملتے اسے تاکید کرتے کہ آپ کی مجلس میں حاضر ہوئے

غوثِ اعظم کی نورانی مجالس

کتابوں میں آپ کی مجلس مبارک کے جو ذوق افزا احوال ضبط ہیں انہیں پڑھ کر دل میں ایک تڑپ پیدا ہوتی ہے کہ کاش اہم سیہ کار بھی ان نورانی مجلسوں سے برکت اندوز ہوتے۔ اللہ اکبر' جہاں سردار دو جہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رونق افروز ہوں جس محفل میں نورالانوار احمد مختار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جلوہ گری ہو بتایئے اس کی کیا عظمت ہوگی۔

مجلس غوثِ اعظم میں دیدارِ مصطفیٰ

حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی ایک حدیث پاک کی شرح میں لکھتے ہیں کہ ایک بار حضور غوث الثقلین رحمتہ اللہ علیہ وعظ فرما رہے تھے کہ آپ کے قریب ہی ایک شخص کو نیند آ گئی' آپ فوراً ادب سے دستہ بستہ کھڑے ہوگئے اور تمام حاضرین بھی مؤدب ہوگئے تھوڑی دیر بعد آپ کے اس مرید کی آنکھ کھلی تو آپ نے فرمایا کیا تم نے خواب میں جمال جہاں آرا حضور رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت نہیں؟ کی وہ

بولے حضور بے شک! پھر آپ نے فرمایا کہ تم سوتے میں دیدار سے مشرف ہو رہے تھے اور میں جاگتے ہوئے اس نورانی جلوہ سے اپنی آنکھیں ٹھنڈی کر رہا تھا (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)! پھر آپ نے پوچھا کہ حضور مدنی تاجدار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تمہیں کس بات کا حکم دیا ہے؟ وہ کہنے لگے "بملازعت من مجلس ترا" یعنی حضور نے مجھے ارشاد فرمایا ہے کہ ہمیشہ آپ کی مجلس میں حاضر رہوں۔

عاشقوں کے جنازے

آپ کے وعظ میں ایک خاص اثر تھا' اہل مجلس پر ایک جذب اور وجد کی کیفیت طاری ہو جاتی تھی۔ آپ کے برق آسا کلمات سن کر کوئی اپنے کپڑے پھاڑ ڈالتا' کوئی حالت وجد میں صحرا کا رخ کرتا' یہاں تک کہ بعض عشاق کی روح قفس عنصری سے پرواز کر جاتی اور مجلس سے بہت سے عاشقوں کے جنازے دھوم سے نکلتے۔

غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کا طریقہء تبلیغ

یہ خداداد تاثیر تھی کہ آپ کی توجہ سے لاکھوں فاسق' فاجر' ڈاکو' راہزن' چور' لٹیرے پابند صلوم وصلوۃ اور معاملات وعبادات میں حدود شرعی کے محافظ بن گئے۔ صدہا عیسائی یہودی اپنے باطل عقیدوں سے توبہ کر کے زمرہ مومنین میں داخل ہوئے۔ قرآن پاک کا فرمان ہے کہ دین کے معاملہ میں کوئی زبردستی نہیں۔ حق واضح ہو چکا ہے جو چاہے ایمان لائے اور جو بدبخت چاہے کفر پر اڑا رہے کسی کو جبراً مسلمان نہیں بنایا جا سکتا۔ آپ کا طریق کار بھی احکامِ الٰہی کے مطابق ہی ہو سکتا تھا چنانچہ پروفیسر آرنلڈ نے اعتراف کیا ہے کہ آپ کے کسی وعظ اور کسی کتاب میں ایک جملہ بھی ایسا نہیں جس سے عیسائیوں کیخلاف نفرت اور بدخواہی ثابت ہو اس کے برعکس آپ ہمیشہ اہل کتاب کی حالت زار پر افسوس کرتے اور دعا کرتے "یا اللہ انہیں ہدایت نصیب فرما"۔

حواشی

۲: سیر الاقطاب (فارسی) طبع چہارم ۱۲۱-۱۲۲

۳: اخبار الاخیار (فارسی) شاہ عبدالحق محدث دہلوی طبع ۱۳۳۲ ہجری ۱۶

۴: یہ ایسی اطاعت ہے جس میں نہ مے انگبین کی لاگ ہے نہ نار جہنم کا خوف' بالکل بے غرض اور بے لوث کاملین جزا کی تمنا سے بالا ہوتے ہیں اور اسی عالم برزخ میں بھی تلاوت قرآن مجید کرتے ہیں' نمازیں پڑھتے ہیں' یہاں تک کہ حج بھی کرتے ہیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے شب معراج کو دیکھا کہ موسیٰ علیہ السلام اپنی قبر میں کھڑے نماز پڑھ رہے ہیں۔ انبیاء کرام کا برزخ میں حج اور نماز کوئی بعید نہیں۔ ثابت بنانی رحمتہ اللہ علیہ کی قبر کھل گئی تو دیکھا کہ مصروف نماز ہیں۔ ایک صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قبر سے قرآن مجید پڑھنے کی آواز آتی تھی۔ تفصیلات کیلئے ملاحظہ ہوں: شرح الصدور (عربی) امام جلال الدین سیوطی رضی اللہ تعالیٰ عنہ صفہ ۷۳ تا ۸۱ وغیرہ' جذب القلوب (فارسی) شاہ عبدالحق محدث دہلوی صفحہ ۱۸۴-۱۶۲ فیوض الحرمین (عربی) شاہ ولی اللہ محدث دہلوی۔

۵: حضرت جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ سے عرض کیا گیا کہ کچھ لوگ کہتے ہیں کہ احکام شریعہ تو وصول کا ذریعہ ہیں اور ہم ''واصل'' ہوگئے۔ اب ہمیں شریعت پر عمل کرنے کی کیا ضرورت' یہ سن کر آپ نے فرمایا ''صدقوا فی الوصول ولکن الی سقر'' الیواقت والجواہر علامہ عبدالوہاب شعرانی طبع مصر جلد اول ۱۵۱

۶: قرآن پاک میں خود شیطان کا قول ہے کہ میں سب لوگوں کو گمراہ کروں گا' سوائے اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ اور چنے ہوئے لوگوں کے (لَاُغْوِیَنَّهُمْ اَجْمَعِیْنَ اِلَّا عِبَادَکَ مِنْهُمُ الْمُخْلَصِیْنَ) پارہ ۱۲۳ رکوع ۱۴ نیز ملاحظہ فرمائیں پارہ ۱۵ رکوع ۷' نمبر ۷ اخبار الاخیار صفحہ ۱۲' تفصیلات کیلئے ملاحظہ ہو مقال العرفاء از اعلیٰ حضرت احمد رضا خان فاضل بریلوی رحمتہ اللہ علیہ نمبر ۹: اخبار الاخیار صفحہ ۱۰' نمبر ۱۰: خواجہ نظام الملک طوسی نے نیشاپور' بلخ' ہرات' اصفہان' بصرہ وغیرہ میں ''نظامیہ'' کے نام سے متعدد یونیورسٹیاں قائم کیں۔ ۴۵۷ ہجری میں بغداد کے جامعہ نظامیہ کا سنگ بنیاد رکھا گیا۔ اس کی تعمیر پر خواجہ موصوف نے دو لاکھ اشرفی اپنی جیب خاص سے خرچ کیں اس میں چھ ہزار طلباء رہائش پذیر تھے اور سالانہ خرچ پندرہ ہزار اشرفی تھا۔ تاریخ ادبیات ایران وکتر ذبیح اللہ صفا طبع تہران جلد دوم ۲۳۴-۲۳۰۱ مدرسہ نظامیہ بغداد میں امام غزالی تقریباً چار سال تک درس دیتے رہے اور جس سال حضرت غوث پاک قدس سرہ وارد بغداد ہوئے اسی سال ۴۸۸ ہجری میں آپ اپنے اس تاریخی سفر پر روانہ ہوگئے جس میں آپ نے مختلف مذاہب و مکاتیب فکر کا آزادانہ مطالعہ فرمایا اور جس کی تفصیل آپ نے المنقذ من الضلال میں درج فرمائیں ملاحظہ ہو کتاب روشنی کی طرف ترجمہ المنقذ از خلیل احمد برکاتی۔

نمبر ۱۲: اخبار الاخیار صفحہ ۱۰' نمبر ۱۳: ملاحظہ ہو مقالہ ''ضرورت شیخ'' از امیر ملت حافظ سید جماعت علی شاہ محدث علی پوری' مطبوعہ رسالہ انوار الصوفیہ جلد ا نمبر ۴ بابت جنوری ۱۹۰۵ء نمبر ۱۴: فتح الربانی حضرت غوث اعظم رحمتہ اللہ علیہ (اردو ترجمہ) نمبر ۱۵: مکتوبات امام ربانی دفتر سوم مکتوب ۲۵ نمبر ۱۶: فتح الربانی' نمبر ۱۷

نفحات الانس' مولانا عبدالرحمان جامی طبع لکھنو صفحہ ۳۰۱ قول حضرت شیخ احمد نامقی جامی رحمۃ اللہ علیہ و زاہد بے علم مسخرہ شیطان است) نمبر ۱۹: نفحات الانس صفحہ ۴۵۶ نمبر ۱۹: نفحات الانس ۴۵۴-۴۷۵ حضرت غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ "اول تائبان بردست من ایشاں بودند" یعنی سب سے پہلے ان ڈاکوؤں نے میرے ہاتھ پر توبہ کی اور جو توبہ کرے رب تعالیٰ اس کے گناہ معاف فرما دیتے ہیں وہ ایسا ہو جاتا ہے جیسے اس نے گناہ کیا ہی نہیں (الحدیث) نمبر ۲۰: یہ روایت اخبار الاخیار میں بھی ہے۔

دستگیر

من آمدم بہ پیش تو سلطان عاشقاں
ذات تو ہست قبلہ ایمان عاشقاں

در ہر دو کون جز تو کسے نیست دستگیر
دستم بگیر از کرم اے جان عاشقاں

حضرت مخدوم علاء الدین صابر کلیری

وفات ۶۹۰ھ ۱۲۹۱ء

ڈاکٹر سید اختر امام
صدر شعبہ عربی یونیورسٹی آف سیلون

حضرت محبوبِ سبحانی رضی اللہ عنہ کے تبلیغی کارنامے

مَوْتُ التَّقِیِّ حَیَاۃٌ" لَا انْقِطَاعَ لَھَا
قَدْمَاتَ قَوْمٌ وَھُمْ فِی النَّاسِ اَحْیَآءٌ (شیخ معروف کرخی)

اللہ والوں کی موت دراصل زندگی ہی کا دوسرا سلسلہ ہے
عام انسانوں کی طرح یہ مرتے نہیں بلکہ ہنوز اِس دنیا میں زندہ ہیں

سیدنا حضرت عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی ولادت نیف (بروزن دیپ) یا نیف (بروزن کیف) میں ۱۱ ربیع الثانی ۴۷۰ ہجری ۱۰۷۷ء میں ہوئی جو بحر خزر (کیسپین سی) کے جنوب میں گیلان کے قریب ایک قصبہ تھا جغرافیائی اعتبار سے گیلان صوبہ طبرستان کے شہروں میں شمار کیا جاتا ہے آپ کے والد ماجد کا اسم گرامی' مشہور مورخ اور سیرت نگار شمس الدین الذہبی[۲] نے ابو صالح عبداللہ جنگی دوست لکھا ہے۔ المانوی مستشرق بروکلمان[۳] "علی بن موسیٰ بن جنگی دوست" کو ترجیح دی ہے۔ مارگولیتھ کی تحقیق کے مطابق ابن زنگی دوست کہنا زیادہ مناسب ہوگا۔[۴]

غوثِ اعظم حسبی نسبی سید ہیں

آپ کی والدہ ماجدہ فاطمہ بنت عبداللہ صومعی ہیں جن کا شجرہ براہ راست سیدنا حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک جا پہنچتا ہے۔ یہی مبارک نسبت آپ کے والد بزرگوار

کو حضرت امیر المومنین سے ہے۔ ابو الفرج ابن الجوزی، ابن حجر العسقلانی، المسعانی اور ابن عربی سے لے کر شطنوفی تک کسی سیرت نگار نے بھی آپ کی اعلیٰ نسبتی پر اعتراضات نہیں کیے ہیں۔ انہیں مصادر کی بنا پر تمام المانوی مستشرقین نے نسلی اعتبار سے خالص عربی تسلیم کیا ہے مگر انگیریز مستشرق مارگولیوتھ۵ نے اس سلسلہ میں بے سروپا شبہات ظاہر کیے ہیں۔

اس کا خیال یہ ہے کہ آپ ایرانی النسل تھے مگر اس دعوے کیلئے کوئی سند نہ پیش کر سکا، اگر آپ عربی النسل نہ ہوتے تو آپ کے معاصرین خصوصاً وہ علماء جو آپ کے سامنے زانوئے ادب تہہ کرتے تھے مثلاً مفتی عراق ابو بکر عبداللہ بن نصر بن حمزہ الھکری البغدی اپنی کتاب ''انوار الناظر'' میں جو حضرت سیدنا عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی سیرت سے متعلق ہے اس کا تذکرہ ضرور کرتے ایرانی حبشی، زنجی (نیگرو) یا ترکی نسبت کو نہ اس زمانے میں مسلمان پست تصور کرتے تھے اور نہ قرون وسطی کے کسی دور میں کیونکہ نیچ ذات خالص ہندوانہ تصور حیات ہے مفروضات کی دنیا دیکھ ہے بلکہ بعض اوقات گھناؤنی بھی نظر آتی ہے جب تاج محل جس کی تعمیری سند موجود ہے راجپوتوں کا شاہکار کہا جاتا ہے تو زیر لب مسکرا کر حسرت مولانانی کے لہجہ میں کہنا پڑتا ہے۔

جنوں کا نام خرد پڑ گیا خرد کا جنوں
جو چاہے آپ کا حسن کرشمہ ساز کرے

حضرت شیخ سید عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی اصلاحی کوششوں کا صحیح اندازہ کرنے کیلئے سیاسی پس منظر کو سامنے رکھنا از بس ضروری ہے اس لیے آپ کے عظیم الشان کارناموں کے مطالعہ سے پہلے فضائے بعید کی طرف اشارے کیے دیتا ہوں۔

بغداد کا سیاسی پس منظر

خلافت عباسیہ کی سیاسی مرکزیت تو چوتھی صدی ہجری، دسویں صدی عیسویں میں مفلوج ہو کر رہ گئی تھی تاہم ثقافتی نقطہ نظر سے دارالخلافہ بغداد کا رنگ روپ قائم تھا۔ مغربی ایشیاء کی یہ وسیع مملکت مختلف آزاد ریاستوں میں منقسم ہو کر ٹکڑے ٹکڑے ہو چکی

تھی۔ بادشاہ گر ترکی قائدین جیش کے ہاتھوں میں عباسی امیر المومنین کٹھ پتلیوں کی طرح ناچ رہے تھے۔

ایک صدی بعد یعنی پانچویں صدی ہجری (گیارہویں صدی عیسوی) میں جب سیدنا عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی ولادت ہوئی تو اقتصادی انتشار اور درباری ریشہ دوانیوں سے خلیفہ وقت کی حکومت سمٹ کر بغداد کے گردونواح تک محدود ہوگئی تھی مگر اس یاس آمیز مسکینیت کے باوجود اسلامی تاریخ کا یہ حسین پہلو بھی یاد رکھنے کے قابل ہے کہ مطلق العنان ریاستوں کی مساجد میں دعائیہ کلمات امیر المومنین بغداد ہی کے نام پڑھے جاتے تھے۔

یہی وہ تہذیبی مرکزیت تھی جسے ہرات' بخارا' سمرقند' نیشاپور' مرو قزوین حلب اور دمشق جیسے تہذیبی ادارے تسلیم کرتے تھے۔ جس کا خاتمہ بقول ابن اثیر ہلاکو خان نے ۱۶۵۵ء میں کر دیا جس پر سعدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے خون کے آنسو روئے ہیں مشیت ایزدی دیکھئے کہ جب زوال پذیر بلکہ سقوط آمادہ بغداد کا چراغ جھلملانے لگا تو افغانستان کی سرزمین سے سلطان محمود جیسا مجاہد طلوع ہوا جسے غیر مسلم مورخین جی بھر کر کوستے ہی نہیں بلکہ گالیوں سے خیر مقدم کرتے ہیں یعنی بقول مرزا غالب

یاد تھیں جتنی دعائیں صرف دربان ہوگئیں

اسی مجاہد نے سجادہ و شمشیر کے فیض سے پنجاب اور شمالی ہندوستان میں اسلامی سلطنت کا سنگ بنیاد نصب کیا' جسے غزنوی خاندان کے دور سلاطین نے مستحکم کر دیا پھر یہ سلسلہ مختلف خاندانوں سے عہد بہ عہد گزرتا ہوا شہنشاہ اورنگ زیب علیہ الرحمۃ کی وفات تک اپنی تمام تابناکیوں کے ساتھ قائم رہا' غرناطہ کے آخری دور میں جبکہ طاؤس و رباب کا زور تھا ایشیائے کوچک سے آل عثمان طوفانوں کی طرح اٹھے اور بڑھتے چلے گئے اور اس آن بان سے کہ آسٹریا کے پایہ تخت دنیا کی فصیل تک جا کر دم لیا۔

تجدید روحانیت

اسلام کی روحانی تاریخ میں بھی یہی عناصر جلوہ گر رہے کہ جب نفوس قدسیہ کے

ستارے ڈوبنے لگے تو تجدید روحانیت اور خدمت انسانیت کیلئے کوئی نہ کوئی سرمایہ ملت کا نگہبان سامنے آ ہی گیا۔ ایسے اللہ والوں کی ایک طویل فہرست آپ کے سامنے پیش کر سکتا ہوں جن کے ارشادات عالیہ سے عقائد و عبادات اور اخلاق و معاشرت کی حیرت انگیز اصلاح ہوتی رہی مگر وقت کوتاہ و قصہ طولانی اس کی اجازت نہیں دیتے۔

جب آپ کی ولادت ہوئی تو ایران کی اسلامی ریاستوں میں تصوف اپنی تمام روایات کے ساتھ بدستور جلوہ ریز تھا۔ بغداد میں بے بس عباسی خلیفہ سیاسی شعور سے بہرہ ور نہ سہی مگر بغداد پھر بھی عالم اسلام کا سب سے اہم مرکز تھا۔ ثقافتی اعتبار سے ادھر مشرق میں ماوراء النہر خراسان اور پنجاب میں غزنوی خاندان کا بادشاہ ابراہیم حکمران تھا سیدنا الہجویری (داتا گنج بخش علیہ الرحمتہ) اندھیری راتوں میں چراغاں کرنے کے بعد پانچ سال پہلے اپنے مالک حقیقی سے جا ملے۔ یہ تھی وہ دنیا جس میں سیدنا جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تشریف فرما ہوئے تھے۔

تعلیم

آپ نے ابتدائی تعلیم اپنے قصبہ ہی میں حاصل کی اس کے بعد اعلیٰ تعلیم کیلئے اپنی والدہ محترمہ کی اجازت سے تقریباً اٹھارہ سال کی عمر میں بغداد کا رُخ کیا' عنفوانِ شباب میں پاکیزگیءِ نفس کا یہ عالم تھا کہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر پر شدت سے عمل پیرا تھے اس تاریخی واقعہ کو یہاں غالباً دہرانے کی ضرورت نہیں ہے جس کا تعلق اثناء سفر میں ڈاکوؤں کے حملہ سے ہے ان حالات سے شاید کوئی اور دوچار ہوتا تو اس کے پائے صداقت متزلزل ہو جاتے مگر دینی حرارت نے ثابت قدمی عطا کی تھی۔

سیرت نگاروں نے لکھا ہے کہ جب آپ بغداد تشریف لائے تو دنیا کے اس سب سے بڑے شہر کو معصیت میں گرفتار پایا' جو اللہ والے سانس لے رہے تھے ان کا حلقہ اثر محدود تھا۔ کچھ فقراء ایسے بھی تھے جو وعظ و نصیحت سے دلوں کو گرمانا چاہتے تھے مگر ان کی آوازیں صدا بہ صحرا ہو گئیں تھیں۔

اس وقت ضرورت تھی ایسے مبلغ کی جس کے ارشادات عالیہ میں مقناطیسیت ہو'

حسن قبول ہو حضرت نے حالات کا جائزہ لینے کے بعد فیصلہ یہ کیا کہ تحصیل علوم فی الحال ازبس ضروری ہے۔ چنانچہ آپ ہمہ تن ایک طالب علم کی حیثیت سے اکتساب علم کیلئے کمر بستہ ہو گئے۔

آپ کے اساتذۂ کرام

آپ کے اساتذہ میں ان ائمہ فن کا نام لیا جاتا ہے جو اس وقت یکتائے روزگار تھے مثلاً ابو ذکریا تبریزی جو حماسہ کے شارح کی حیثیت سے آج بھی زندہ ہیں، محمد بن الحسن الباقلانی ابن التمار وغیرہ جو ممتاز محدثین میں سے تھے۔ شیخ ابو الخیر محمد بن مسلم الدباس سے طریقت کے رموز حاصل کیے جس کی تکمیل قاضی ابو سعید مخرمی کے صوفیانہ اشارات سے کی۔

ایک غلطی کا ازالہ

''حیوۃ الحیوان'' کے مصنف دمیری نے لکھا ہے کہ آپ ''بازالاشہب'' کے نام سے بھی پکارے جاتے تھے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ جب پہلی مرتبہ حضرت جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ شیخ دباس کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ نے روحانی توجہ فرمائی تو درگاہ دباسیہ میں اسی وقت کسی مرید نے ایک باز کو پکڑا تھا اسی وقتی مناسبت سے آپ کو بازالاشہب بھی کہا جانے لگا۔ ایک مستشرق نے اس پر بھی نکتہ چینی کی ہے کہ بجائے ''باز'' کے آپ ''صقر'' سے کیوں نہ منسوب ہوئے چونکہ بعض مستشرقین کے خرافات حد سے تجاوز کر جاتے ہیں اس لیے بر سبیل تذکرہ اس سلسلہ میں وضاحت اپنا فرض سمجھتا ہوں اعتراض تو یہی ہے نا کہ ''باز'' فارسی لفظ ہے جس کا مترادف عربی ''صقر'' ہے یعنی دوسرے الفاظ میں یہ روایت سرے سے بے بنیاد ہے کیونکہ بغداد میں عربیت کا زور تھا نہ کہ فارسی زبان کا۔ دنیا کی شاید ہی کوئی ترقی یافتہ زبان ہو جو غیر ملکی الفاظ سے مبرا ہو عجمی اختلاط سے بیسیوں فارسی الفاظ عربی میں گھل مل گئے تھے جو جزو زبان ہو کر ''دخیل'' کہلائے۔ ''باز'' بھی دخیل ہے اور باز ہی نہیں بلکہ ''شاہین'' بھی۔

خطیب بغدادی جو حضرت شیخ جیلانی کی ولادت سے سات سال پہلے وفات پا

چکے تھے اپنی معرکہ آرا تصنیف ''تاریخ بغداد میں جو چودہ ضخیم جلدوں پر مشتمل ہے ہمارا تعارف چوٹی کے محدثین سے کراتے ہیں جو''باز'' و''شاہین'' سے منسوب تھے۔ چند ایک مثالیں ملاحظہ ہوں۔

۱: محدث علی بن عبداللہ ابن البازیار وفات ۳۳۱ ہجری کے بعد ج ۱۲۔ ص ۵

۲: محدث ابراہیم بن احمد البازیار وفات؟ ج ٦ ۔ص ۱۹

۳: محدث عمر بن احمد ابو حفظ ابن شاہین وفات ۳۱۰ ھ ج ۱۱۔ص ۲٦۷

۴: محدث ابن شاہین وفات ۴۰٦ ھ ج ۴ ۔ص ۳۹۳

پھر چوتھی صدی ہجری میں سیف الدولہ کے مشہور درباری احمد بن نصر بن الحسین البازیار بھی کوئی غیر معروف شخصیت نہیں' باز' شاہین اور عقاب دراصل صوفیانہ اصطلات ہیں ان سے مراد فضائے بسیط میں آزادانہ پرواز کے ہیں یہ فضائے بسیط موجودات عالم ہے اور پرواز' فکر ونظر یا مشاہدہ ہے۔

ریاضت و مجاہدات

دینی علوم کی تکمیل کے بعد آپ ریاضت و مجاہدات کی طرف متوجہ ہوئے' اس پاکیزہ جذبہ نے آپ کو جنگلوں' ویرانوں اور انجان خطوں کی سیر کرائی' وارفتگی شوق کا یہ عالم تھا کہ آج یہاں ہیں تو کل وہاں۔ آپ کی سیرت نگاروں کا متفق نظریہ یہ ہے کہ زندگی کے اس دور میں آپ غالباً دور' بہت دور نکل گئے تھے اسی سیلوان کی سبز و شاداب وادیوں میں ایک عبادت گاہ آپ کی ذات گرامی سے منسوب ہے سینہ بہ سینہ روایت چلی آتی ہے کہ حضرت علیہ الرحمۃ سفر یا تلاش حق کے سلسلہ میں سیلون تشریف لائے تھے اور مہینوں یہیں قیام فرمایا تھا یہ زیارت گاہ یہاں ''دفتر جیلان'' سے مشہور ہے بعض تذکروں میں لکھا گیا ہے کہ جب آپ باضابطہ طور پر بغداد میں اصلاح وارشاد میں مشغول تھے تو جزیرہ سراندیب (سیلون) کا ''ماریانس'' نامی جن روزانہ آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر خبریں سنایا کرتا تھا۔

86719

سلسلہ تدریس و وعظ

ظاہر و باطنی آراستگی کے بعد آپ نے شیخ محترمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مدرسہ میں تدریس و تلقین کا سلسلہ شروع کیا چند ہی دنوں بعد یہ عالم ہوا کہ سامعین سے مدرسہ کھچا کھچ بھرنے لگا اس کے بعد آپ نے شہر پناہ سے باہر قیام فرمایا تا کہ خلائق کو تنگیٔ جا کی زحمت نہ ہو یہاں آپ کے عقیدت مندوں نے ایک مدرسہ تعمیر کیا اور اسی سے متصل ایک رباط (خانقاہ) ہے۔

آپ کی مجلس میں حاضرین کی کثرت

ایک چشم دید راوی کا بیان ہے کہ میں نے کسی شخص کی آپ سے بڑھ کر دین کی وجہ سے تعظیم ہوتے نہیں دیکھی خلیفہ اور وزراء آپ کی مجلس میں نیاز مندانہ حاضر ہوتے اور ادب سے بیٹھ جاتے' علماء و فقہا کا کچھ شمار نہ تھا' ایک ایک مجلس میں چار چار سو دواتیں شمار کی گئیں ہیں جو آپ کے ارشادات قلمبند کرنے کے لئے لائی جاتیں تو جذب کشش کی یہ کتنی فرحت بخش تصویر ہے۔

ایں دولت عظمیٰ ہمہ کس را نہ وہند

سنتِ رسول (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی جھلک

سنتِ رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی اتباع کا یہ حال تھا کہ فقر و مساکین کی خدمت کشادہ پیشانی سے فرماتے تھے' قصر سلطانی اور امرا کی مجلسوں میں کبھی بھی شرکت نہیں کی' نادار اور مصیبت زدہ انسانوں کی دلجوئی فرماتے اور حسن سلوک سے پیش آتے۔ مزاج میں انکسار بدرجہ اتم تھا لیکن اللہ تعالیٰ نے وقار ایسا عطا کیا تھا کہ بڑے بڑے اراکین دولت عاجزانہ طور پر جھکتے تھے آپ کی بڑی تمنا یہ تھی کہ کوئی بھوکا نہ رہے ایک مورخ تو نے اس سلسلہ میں آپ کا ایک جملہ حرف بہ حرف نقل کیا ہے آپ فرماتے ہیں۔

''اگر ساری دنیا کی دولت میرے قبضہ میں ہو تو میں بھوکوں کو کھانا کھلا دوں''

لوگوں نے یہ بھی آپ کو فرماتے سنا

''ایسا معلوم ہوتا ہے کہ میری ہتھیلی میں سوراخ ہے' کوئی چیز اس میں ٹھہرتی نہیں اگر ہزار دینار مرے پاس آئیں تو رات نہ گزرنے پائے''

یہ ہے سنت رسول اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) احادیث اور سیرت کی کتابوں میں آپ کو یہی شیریں اور شفاف چشمہ ملے گا۔

آپ کی سب سے بڑی کرامت

آپ کی سیرت بابرکت کا مطالعہ کرنے کے بعد یہ بات روشن ہو جاتی ہے کہ آپ کے سامنے قرآنی احکام اور اُسوۂ حسنہ تھے جن کی پابندی اور عمل پیرائی میں آپ لذت محسوس فرماتے تھے۔ کرامات کا میں منکر نہیں ہوں کیونکہ عین الیقین نے انہیں جاگتی آنکھوں کو بہت کچھ دکھا دیا ہے لیکن حضرت سیدنا جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی سب سے بڑی کرامت جس پر اسلام کی تعمیری تحریکات کو بجا طور پر فخر ہے وہ تھی ''مردہ دلوں کی مسیحائی'' اسلامی آبادی کی حیات اجتماعی میں جو مردنی چھائی ہوئی تھی اس کا تیر بہدف علاج تشکیک' تذبذب اور دہریت کی بیخ کنی' اسلامی تصور حیات کی دلکش تفسیر اور تبلیغی سرگرمیاں' آپ کے ہمعصر مشہور حیائی جو خود اپنا بلند مقام رکھتے ہیں کہتے ہیں۔

فیضِ غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ

''مجھ سے حضرت شیخ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ایک روز فرمایا کہ میری تمنا ہوتی ہے کہ زمانہ سابق کی طرح صحراؤں اور جنگلوں میں رہوں' نہ مخلوق مجھے دیکھے اور نہ میں اس کو دیکھوں' لیکن اللہ تعالیٰ کو اپنے بندوں کا نفع منظور ہے میرے ہاتھ پر پانچ ہزار سے زائد یہودی اور عیسائی مسلمان ہو چکے ہیں عیاروں اور جرائم پیشہ لوگوں میں سے ایک لاکھ سے زائد توبہ کر چکے ہیں اور یہ اللہ تعالیٰ کی بڑی نعمت ہے۔

آپ نے ملاحظہ فرمایا' یہ ہے اسوہ حسنہ کا صحیح تتبع یہ ہے عظیم الشان کرامت! حضرت سیدنا جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ان ارشادات عالیہ کے بعد اب آپ کے روحانی پیشوا سیدنا جنید بغدادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا روح پرور اعلان بھی سن لیجئے۔[8]

اذا رائیت رَجلاً یَطِیْرُ فِی الْھَوَاء وَیَمْشِیْ عَلَی الْمَآءِ وترک سنته من

سنن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فاضربه بالنعلین فَاِنَّهٗ شیطان و ماصدر منه فهو مکروه و استدراج.

اگر تم نے کسی کو ہوا میں اڑتے ہوئے اور پانی میں چلتے ہوئے دیکھا اور آنحالیکہ اس نے سنت رسول سے روگردانی کر لی ہے تو اس پر جوتیاں برساؤ کیونکہ وہ شیطان ہے اور اس کی حرکتیں شیطانی ہیں وہ نا قابل قبول ہے۔

اقبال نے اسی خالص اسلامی نظریہ کو اس طرح پیش کیا ہے کہ

محکوم کو پیروں کی کرامات کا سودا
ہے بندہ آزار خوداک زندہ کرامات ۹

حضرت شیخ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ہمعصر مورخین کا تخمینہ ہے کہ بغداد کی بیشتر آبادی آپ کے ہاتھ پر توبہ سے فیضیاب ہوئی اور ہزاروں غیر مسلم مشرف بہ اسلام ہوئے' بغداد کی بیشتر آبادی ؟ جی ہاں ! اس وقت دارالخلافہ کی آبادی کم از کم چار لاکھ تھی۔

آپ کی کرامات کی کثرت پر تقریباً تمام مورخین اور تذکرہ نویسوں کا اتفاق ہے۔

ابن تیمیہ ۱۰ جنہیں کرامات سے چنداں دلچسپی نہیں ہے وہ بھی اسے تسلیم کرتے ہیں حافظ شمس الدین الذہبی اس کے منکر نظر آتے ہیں آپ کے ہمعصر ابو الفرج ابن الجوزی نے مختصراً آپ کا ذکر کیا ہے یہ بخل سیرت نگاروں نے محسوس کیا ہے جسے وہ دانستہ بیرخی پر محمول کرتے ہیں اس کی وجہ شاید یہ ہو کہ حضرت شیخ جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی مقبولیت کو رشک نہیں بلکہ حسد کی نظروں سے دیکھتے ہوں حالانکہ ابن الجوزی جیسے بحر العلوم سے اس کی قطعاً توقع نہ تھی۔

امام شعرانی حضرت جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مشاہدات کا ذکر کرتے ہوئے حضور کے حوالے سے لکھتے ہیں۔

شیطان کی شکست

''ایک مرتبہ ایک بڑی عظیم الشان روشنی ظاہر ہوئی جس سے آسمان کے کنارے بھر گئے' اس سے ایک صورت ظاہر ہوئی اس نے مجھ سے خطاب کر کے کہا اے عبدالقادر میں

تمہارا رب ہوں' میں نے تمہارے لیے سب محرمات حلال کر دیئے ہیں۔ میں نے کہا دور ہو مردار! یہ کہتے ہی وہ روشنی ظلمت سے بدل گئی اور وہ صورت دھواں بن گئی اور ایک آواز آئی کہ اے عبدالقادر خدا نے تم کو تمہارے علم و فقہ کی وجہ سے بچا لیا ورنہ اس طرح میں ستر صوفیوں کو گمراہ کر چکا ہوں میں نے کہا کہ اللہ کی مہربانی ہے کسی نے عرض کیا کہ حضرت آپ کیسے سمجھے کہ یہ شیطان ہے تو آپ نے فرمایا اس کے کہنے سے کہ میں نے حرام چیزوں کو تمہارے لیے حلال کر دیا ہے۔[۱۱]

پھر دوسرے موقع پر ارشاد ہوتا ہے:

''اسلام رو رہا ہے اور ان فاسقوں' بدعتیوں' گمراہوں مکر کے کپڑے پہننے والوں اور ایسی باتوں کا دعویٰ کرنے والوں کے علم سے جو ان میں موجود نہیں ہیں اپنے سر کو تھامے ہوئے فریاد مچا رہا ہے اپنے متقدمین اور نظر کے سامنے والوں کی طرف غور کرو کہ امر و نہی بھی کرتے تھے اور کھاتے پیتے تھے (اور دفعتہً انتقال پا کر ایسے ہو گئے! گویا ہوئے ہی نہ تھے تیرا دل کس قدر سخت ہے' کتا بھی شکار کرنے والا کھیتی اور مویشی کی نگہبانی اور مالک کی حفاظت کرنے میں اپنے مالک کی خیر خواہی کرتا ہے اور اسے دیکھ کر خوشی کے مارے کھلاریاں کرتا ہے حالانکہ وہ اس کو شام کے وقت صرف ایک دو نوالے یا ذرا سی مقدار کھانا دیا کرتا ہے۔[۱۲]

معاشی تفکرات سے نہ پس ماندہ قوم آزاد رہی ہے اور نہ سرمایہ دارانہ معاشرہ کیونکہ لباس' خوراک اور جنسی تعلقات کے مطالبے جب حدود سے تجاوز کرنے لگتے ہیں تو حریص انسان دلگیر ہو جاتا ہے اور خود غرضی اسے چھین' جھپٹ پر آمادہ کر دیتی ہے اس طرح اساسی قدریں متزلزل ہونے لگتی ہیں اور طبیعت میں فتور پیدا ہو جاتا ہے جس کا لازمی نتیجہ شاعرانہ زبان میں یہ ہوتا ہے کہ

وحشت میں ہر اک نقشہ الٹا نظر آتا ہے
مجنوں نظر آتی ہے ''لیلیٰ'' نظر آتا ہے

اسلامی دنیا میں جو بے راہ روی پھیلی ہوئی تھی حضرت علیہ الرحمتہ نے اس کیخلاف

دبی زبان سے نہیں بلکہ کھلم کھلا احتجاج کیا' آپ نے فرمایا کہ

''معاشرہ میں جو بگاڑ پیدا ہو گیا ہے اس کا علاج صرف ایک ہے وہ یہ کہ قرآنی تصور حیات سے خلائق کو آگاہ کیا جائے اور یہی نہیں بلکہ تشکیل کیلئے قدم بھی اٹھائے جائیں۔''

آپ نے اسی اصلاح و تجدید کیلئے اپنی پاک زندگی وقف کردی تھی' اس تبلیغ و ہدایت سے نہ صرف یہ کہ بغداد اور اس کے مضافات میں اسلامی تعلیمات کی تجدید ہوئی بلکہ آپ کی تربیت یافتہ مریدوں نے دنیا کے گوشے گوشے میں حضرت شیخ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا جان پرور پیغام پہنچا دیا جس سے ملت اسلامیہ کی نشاۃ نعمانیہ میں بڑی مدد ملی۔ مغربی ایشیاء' جنوب اور جنوب مشرقی ایشیا کے دور دراز علاقوں ہی میں نہیں بلکہ ہیبت ناک صحرائے اعظم کے سینہ کو چیر کر نخلسانوں سے گزرتی ہوئی یہ برقی لہریں ٹمبکٹو کو بھی منور کر گئیں آج قادری سلسلہ ایک عالمگیر طریقہ ہے۔

آپ نے کبھی اس پر بھی غور کیا ہے کہ سیدنا جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ یا سیدنا الہجویری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی تبلیغی کامیابیوں کا راز کیا تھا؟ مقررین اور شیریں بیان مقررین تو ہر دور میں پیدا ہوتے رہتے ہیں جن کے بارے میں اقبال نے ''ساقی نامہ'' میں تنزیہ لہجہ میں کہا ہے۔

بیاں اس کا منطق سے سلجھا ہوا
لغت کے بکھیڑوں میں الجھا ہوا

مگر تاثیر سے مبرا' ادھر مجلس برخواست ہوئی اور ادھر واعظ کے الفاظ بھی فضا میں بھٹکی ہوئی روحوں کی طرح آوارہ ہو گئے۔ یہ صحیح ہے کہ سیدنا علیہ الرحمتہ خوش بیان خطیب تھے مگر جو تاثیر آپ کے ارشادات میں کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی اس کا تعلق تھا سوز جگر سے جو خلوص مقصد ہی سے پیدا ہوتا ہے۔ یہی سوز جگر ہے جس کے بارے میں اقبال نے کہا ہے۔

خون رگ معمار کی گرمی سے ہے تعمیر
میخانہء حافظ ہو کہ بت خانہء بہزاد

اسی ''گرمی'' سے معاشرہ کی آراستگی ہوتی ہے' تراشیدہ ہیروں کی طرح چمک دار الفاظ کی نمائش سے نہیں جنہیں ہم ''ملفوظ حماقت'' بھی کہہ سکتے ہیں اکبر الہ آبادی نے دنیا دار خطیبوں کی دورنگی کو کس طرح بے حجاب کیا ہے۔

لیڈری کا شوق' دینداری کی شہرت کا بھی ذوق
آپ میوزک ہال میں قرآن' گایا کیجئے

آپ کے عقیدت مندوں نے آپ کے ارشادات عالیہ کی تدوین کی ہے خود حضرت علیہ الرحمتہ کے آٹھ رسائل کو سینوں سے لگائے رکھا ہے شطنونی نے بہجتہ الاسرار جیسی جامع کتاب لکھ کر آپ کی سیرت و ہدایت کو یکجا کر دیا ہے اردو میں سیرت غوثِ اعظم رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ غالباً نصف صدی بیشتر امرتسر سے شائع ہوئی تھی جو بڑی عرق ریزی سے لکھی گئی تھی مگر حقیقت یہ ہے کہ پاکباز مصنفین کے یہ کارنامے پھر بھی تشنہ ہیں ضرورت اس کی ہے کہ بکھرے ہوئے موتی جو دیار فرنگ کے کتب خانوں میں مدفون ہیں جدید اصول پر یکجا کیے جائیں یہ کام تو صرف ایک سنجیدہ انجمن ہی کر سکتی ہے۔

شریعتِ محمدی کے علمبردار حضرت جیلانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ طریقت کے امام تھے' روحانی مجلس کے صدر نشین تھے ادیب بھی تھے اور شاعر بھی۔ مگر ان کمالات کے باوجود شیخ سعدی شیرازی جو آپ کی وفات کے بیس برس بعد پیدا ہوئے چشم دید راویوں کی زبانی '' گلستان'' (باب دوم دراخلاق درویشاں) رقمطراز ہیں۔

''عبدالقادر گیلانی را دیدند درحرم کعبہ روئی برحصا نہادہ میگفت اے خداوند برمن بخشائی واگر ہرآئینہ مستوجب عقوبتم بقیامنم نابینا برانگیز تادر روئے نیکاں شرمسار نگردم'

اللہ! اللہ! یہ ہے وہ بلند ترین مقام عبودیت!

وصال شریف

آپ رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کا وصال ۱۱ ربیع الثانی ۵۶۱ ھ /۱۱۶۶ء میں ہوا مستشرق بروکلمان ۱؎ نے ماہ وفات کا تعین ۸ یا ۹ رمضان المبارک کیا ہے اس وقت آپ رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کا سن شریف ۹۱ سال تھا اقبال کا یہ شعر مشہور ہے۔

دربار شہنشہی سے بہتر
مردان خدا کا آستانہ

مردان خدا کا آستانہ' ان کے وصال کے بعد بھی فیض رساں ہے جو صفحہء قرطاس سے ضیاپاشیاں کر رہا ہے' قلمبند ارشادات آج بھی تاثیر سے لبریز ہیں' آیئے اس آستانہ کی بھی زیارت کریں۔

اے ذوق دید مژدہ کہ لیلائے رنگ وبو
چٹکی میں ہے نقاب کا گوشہ لیے ہوئے

حواشی

۱: وفات ۲۰۰۰ ھج بحوالہ خطیب بغدادی ج ۱۳ ص: ۲۰۸
۲: وفات ۱۳۴۸ء
BROCKELMAN-GESCH۳
۴: انسائیکلو پیڈیا آف اسلام
J.R.A.S 1907.P۲۶۷ :۵
۶: ابن قدامہ بحوالہ "تاریخ دعوت وعزیمت" از مولانا ابوالحسن ندوی ص ۱۸۳
۷: ابن النجار خاتون پاکستان۔
۸: روحانی شجرہ کے مطابق' سیدنا حضرت جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا سلسلہ چھٹی پشت میں سیدنا جنید بغدادی تک پہنچ جاتا ہے جو چوتھی صدی ہجری (دسویں صدی عیسوی کے ممتاز ترین بزرگوں میں سے تھے)
۹: ضرب کلیم
۱۰: وفات ۱۳۲۸ء
۱۱: تاریخ دعوت وعزیمت: ۱۸۷
۱۲: تاریخ دعوت وعزیمت ص ۱۸۷

سید محبوب مرشد القادری
سابق چیف جسٹس مشرقی پاکستان

یا شیخ سید عبدالقادر جیلانی شیاءً للہ

گویم ز ثنائے تو جہ غوث الثقلینا — محبوبِ خدا ابن حسن آل حسینا
سر بر قدمت جملہ نہادند و بگفتند — تَاللّٰہِ لَقَدْ اٰثَرَکَ اللّٰہُ عَلَیْنَا

حقیقت تو یہ ہے کہ حضور غوثِ اعظم و شیخ عالم علیہ وعلیٰ جدہ الصلوٰۃ والسلام کے سوانح و حیات و سیرت و کردار' شخصیت عظمیٰ' علم و عرفان' فیوض و برکات' مرتبہ و درجات' خصائل حمیدہ' شمائل پسندیدہ' تصرفات و عنایاتِ جلیلہ تو ساری دنیا پر اور خصوصاً عالم اسلام پر روشن ہیں۔ مگر ان کے لاہوتی حالات جو کہ اصلی اور حقیقی حالات ہیں کون بیان کر سکتا ہے۔

یا ریست مرا دورائے پردہ — حسن و رُخ او سزائے پردہ

چونکہ اس کمترین بندہ کو ایک ایسے خانوادہ سے نسبت ہے جس کا ہر فرد غلام ازلی بارگاہِ جیلانی و غوثِ صمدانی ہے۔ اس لئے فقط حضرت کاشف سر عرفانی غوثِ یزدانی کے ظاہری حالات کو مختصراً بیان کرنے کو غنیمت سمجھا۔ داورِ حقیقی سے یہ التجا ہے کہ۔

یک دہن خواہم بہ پہنائے فلک
تا بگویم وصف آن رشک ملک

احقر کے پیر و مرشد کے شیخ معظم مشفق مکرم و والدِ محترم جو چراغِ نور فشانِ

خاندانِ قادری اور بہ نفس نفیس خود غوثِ زمان و قطبِ جہاں کے القاب سے معروف رہے ہیں اپنے دیوان روشن بیان میں کیا خوب فرمایا ہے۔

نبوت ہے حقیقت میں ولایت ہو تو ایسی ہو
بعینہٖ معجزہ ہے یہ کرامت ہو تو ایسی ہو
قضا محو رضا ان کے قدر ہے تابع فرمان
مقدر ایک چاکر ہے حکومت ہو تو ایسی ہو

پھر فرماتے ہیں اور اللہ اللہ کیا معجز بیانی ہے۔

فیوضِ غوث سے جو مشرق و مغرب کا والی ہے
کوئی قطب جنوبی ہے کوئی قطب شمالی ہے
ازل سے وہ جمال پاک حسن لایزالی ہے
جلال حسن محبوب خدا شانِ جلالی ہے
سبوئے دل مئے الفت سے پر ہے لا اُبالی ہے
تہید ستون کی صورت گو عمل سے ہاتھ خالی ہے
جبیں سا ہو کے شہ کے پاؤں پر، سر عرش تک پہنچا
مری تدبیر بھی اللہ کیا تقدیر والی ہے
اگر شمع مزار انورِ حضرت ہے کافوری
تو فانوسِ مصفٰی آپ کے روضہ کی جالی ہے
صفات و ذاتِ حق کی جامع ان کی ذاتِ عالی ہے
وہی نورِ جمالی ہے وہی نارِ جلالی ہے
مثالِ اسم اعظم نامِ حق وہ اِسم عالی ہے
وہی اِسم جمالی ہے وہی ختم جمالی ہے
عظیم المنزلت وہ اولیاء و اتقیاء میں ہیں
مقام ان کا مقامی فوقکم ما زال عالی ہے

ولایت غوث قادر کی وہی ہے جو علی کی تھی
نبوت کی شبیہ اللہ نے سانچے میں ڈھالی ہے
امام آخری ہیں وہ ازل سے صورت مہدی
کہ فرزند امام اولین ذی المعالی ہے
فنن فی اولیاء اللہ مثلی کے وہ شایاں ہیں
کہ وہ ابن علی ہیں ان کو زیبا بے مثالی ہے
حبیب حق کے ہیں محبوب ہیں محبوب پاک ان میں
حسینی حسن و خوبی ہے حسن کی خوش جمالی ہے
بنا ہوں زندۂ جاوید مر کر اس مسیحا پر
لحد میں بھی ہے لاشہ تازہ چہرے پر بحالی ہے
رہیں گے قادری حشر تک قادر دو عالم پر
کہ فضل قادرِ مطلق سے قدرِ لایزالی ہے
مریدی لاتخف اللہ ربی سن کر اے عاصی
رجائے مغفرت پر دل نڈر ہے لا اُبالی ہے

جس قدر اہتمام علمائے اسلام نے حضور غوثِ اعظم سرکارِ دو عالم کی سیرتِ شریفہ کے لکھنے میں کیا ہے وہ عدیم المثال اور بے نظیر ہے اور مورخین اسلام نے کثرت سے آپ کا تذکرہ اِس صدق دل سے کیا ہے کہ بیان نہیں ہوسکتا۔

علامہ ابن جوزی نے جو پہلے منکر تھے تائب ہونے کے بعد حضور کو ''پیشوا'' ''شیخ الاسلام'' ''اولیاء میں سب سے سربلند'' اصفیاء کے تاجِ سر'' کے القاب سے یاد کیا ہے۔

حافظ زین الدین المشہور بہ ابن رجب اپنے طبقات میں لکھتے ہیں

''شیخ زماں'' ''پیشوائے خداشناسان'' ''سلطان پیران'' سردار اہل طریقت' وغیرہ وغیرہ۔''

''تاریخ اسلام'' یوں سلسلہ جنبان حقیقت ہے۔

''آپ امامِ زماں و پیر پیراں ہیں۔ علم و عمل میں آپ سب کے سردار تھے۔ کرامات بروایت متواتر ثابت ہیں۔ اس میں کسی کو اختلاف نہیں ہے۔''

امام حافظ ابوعبداللہ محمد بن یوسف اپنی کتاب مشیخۃ البغدادیہ میں فرماتے ہیں:

''آپ دین اسلام کے ایک رکن ہیں۔ خواص و عوام کو آپ کی ذات سے نفع حاصل ہوا۔ آپ مستجاب الدعوات ہیں۔ یادالٰہی میں ہمیشہ مستغرق رہا کرتے ہیں۔ آپ کا قدم استوار ہے۔''

حافظ عمادالدین ابن کثیر اپنی تاریخ میں لکھتے ہیں

حضرت محی السنۃ والدین عبدالقادر ابن ابی صالح جیلی (رحمتہ اللہ علیہ) حدیث و فقہ و علومِ حقائق میں یدطولیٰ رکھتے تھے۔ خلفاء و سلاطین اور سارے خاص و عام کو علانیہ بر منبر ممنوعات سے باز رہنے کا حکم فرماتے تھے۔ آپ کا زہد بہت بڑھا ہوا تھا۔ خوارقِ عادات و کرامات و مکاشفات کثرت سے ظہور میں آئے۔ بہ ہمہ وجوہ آپ مشائخ کبار کے سردار تھے......''

امام ابوعبداللہ لکھتے ہیں

آپ شیخ الاسلام اور تمام اولیاء کے سلطان ہیں۔ آپ اپنے تمام اقران سے فوقیت لے گئے۔ درس و تدریس کے صدر نشین ہوئے۔ طریقہء صلحاء کی بڑی جماعت نے اپنی نسبت آپ کی طرف کی ہے۔ آپ کی تصانیف بے شمار ہیں جن میں ''غنیۃ الطالبین'' اور ''فتوح الغیب'' بے عیب ہے وغیرہ وغیرہ۔''

اسی طرح ''تاریخ العمر'' اور ''تاریخ سمعانی'' وغیرہ اور کل معتبر تواریخ میں آپ کا تذکرہ اوصافِ جلیلہ نہایت توقیر و تعظیم کے ساتھ مذکور ہے۔ مندرجہ بالا کی عبارت عربی میں ہے۔ احقر نے اُردو میں درج کیا ہے۔

سلسلہء نسب

مقررانِ صافی گفتار دراویانِ صدق شعار نے بیان فرمایا ہے کہ سلسلہء پدری حضور

غوثیت مآب کا حضرت حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہ سے منسوب ہے اور واسطہء مادری اس آفتابِ سپہر ولایت کا پہنچتا ہے۔ حضرت حسین شہید کربلا رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک۔ اس لئے حضور کو نجیب الطرفین سید حسنی و حسینی کہتے ہیں۔

از سوئے پدر تا بہ حسن سلسلہء اوست
از جانب مادر، دُرِ دریائے حسین است

تعارفِ والدین

آپ کے والد ماجد کا اسم گرامی سید نورالدین ابوصالح موسیٰ تھا۔ اور جنگی دوست کے لقب سے مشہور تھے۔ قطب زماں تھے۔ والدہ ماجدہ حضرت اُم الخیر فاطمہ ثانی کی مقدس القاب و نام نامی سے مشرف ہوئیں، اور جب تک وہ ماہتاب برجِ خوبی آفتابِ چرخِ محبوبی رونق افروزِ بطن مادرِ اطہر رہے کرامات و خرق عادات ایام موعود تک ظاہر ہوتے رہے یہاں تک کہ شب ولادت با سعادت آئی۔

تاریخ ولادت با سعادت

شب غرہ رمضان المبارک ۴۷۵ ہجری قدسی کو ماہتابِ غوثیت نے شبستانِ جہاں کو منور کیا اور خارستانِ زمین و زمان کو رشک گلستان بنایا۔ یعنی وہ وارثِ رسول اللہ فرزند اسد اللہ المرتضیٰ، نورِ دیدۂ فاطمۃ الزہراءؑ حضرت محبوب سبحانی قطب ربانی معشوقِ یزدانی گیارہویں پشت حضرت امامین مکرمین رضی اللہ تعالیٰ عنہ ا سے باصد ہزار خیر و برکت کے بصیرت افروز جہاں ہوئے۔

مقام ولادت و مقام مسکن و مدفن

جیلان میں ولادت ہوئی اور بغداد معلّٰی مسکن و مدفن ہوا۔ اللہ اللہ بغداد کو شرف حاصل ہے۔

آن ترک عرب چون زمۂ حسن طرب کرد
برپشت سمند آمدہ و صید عرب کرد

چون کاکل ترکانہ بر انداخت زستی
غارت گریٔ کوفہ و بغداد و حلب کرد
خوباں کہ بخوبی چوگل و لالہ و میدند
تازان ہمہ را زیر قدم کرد عجب کرد
داری خبرے اے مہ جیلی کہ معالی
بریاد تو القادر قادر ہمہ شب کرد

اسم مبارک

ریاض الحیات میں منقول ہے کہ حضرت کے والدین مکرمین کو الہام ہوا کہ اسم مبارک اس مولود مسعود کا عبدالقادر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) رکھا جائے۔ اصطلاحِ فقراء میں یہ ایک مرتبہ عالی مقام کا نام ہے۔ جسے قدرت احیا و امانت سے نسبت ہے اور یہ مقامِ کمال مرتبہ اہل ولایت و سالکانِ طریقت کا ہے۔ یہ دلبند رحمۃ للعالمین فرزند سید المرسلین وقتِ ولادت شریف سے رُتبہ عالی سے فائز ہوئے اور خدا جانے کس کس مقام پر تشریف لے گئے اور کیا کیا مرتبہ حاصل کیا۔

عالم میں جو وہ مہر تجلا نظر آیا — ہر ذرّہ مثالِ ید بیضا نظر آیا
دیکھا تھا پیمبر نے جسے عرش بریں پر — جیلان میں اس ماہ کا جلوہ نظر آیا
موسیٰ ہوئے تھے دیکھ کے پردے میں جسے غش — ظاہر وہی ہے آج تماشا نظر آیا

حلیہء شریف

شیخ ابو محمد انصاری سے منقول ہے کہ عوام کے چشم ظاہر بین میں حلیہء شریفہ حضرت غوث الثقلین رحمۃ اللہ علیہ یہ تھا۔ نازک جسم، میانہ قد، سینہ وسیع، پیشانی کشادہ، ریش مبارک گھنی، گندمی رنگ، بھویں ملی ہوئی، گویا تصویر سرکارِ کونین جناب رسالت پناہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تھے۔

اے رونق بزم اصطفائی — اے یوسف مصر دلربائی
اے شمع حریم مصطفائی — در حسن تو از ہمہ جدائی

وقتِ ولادت کرامات کا ظہور

مناقب غوثیہ میں حضرت شیخ شہاب الدین رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں کہ وقتِ ولادت شریف قدرتِ غیب سے عجیب و غریب کرامات اس پاک ذات سے ہویدا ہوئے۔ اس قدر کرامات آپ سے وقوع میں آئیں کہ زبان بیان سے قاصر ہے۔ مقصود صرف یہی تھا کہ تربیت خلق اللہ ہو اور دستگیری بندگان مدنظر تھی۔ ورنہ اولیائے کرام کے نزدیک خوارقِ عادات کی کچھ اہمیت نہیں ہے۔ حضرت ابوسعید بن ابی بکر الحریمی کا بیان ہے کہ آپ کی کرامات گویا ایک گراں قدر ہار ہے جس میں جواہرات بیکراں یکے بعد دیگر پروئے ہوئے ہیں۔

میرے مرشد برحق پیر و دستگیر، جگر گوشہ و فرزند دلبند جناب غوثیت مآب حضرت سیدنا و مولانا و امامنا سید شاہ ارشاد علی القادری الجیلانی البغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے منقبت میں خوب فرمایا ہے۔

تکیہ مکن بزہد صلوٰۃ و صیام خود — اُمیدوارِ رحمت مالک تمام باش
صیقل پئے قلوب سیہ شغل برزخ است — در شغل یادِ مرشد عالی مقام باش

اس بندۂ ناچیز کے پیر و مرشد جن کا ذکر اوپر آ چکا ہے۔ تصویر مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تنویر مرتضیٰ شبیہ محبوب خدا غوثِ معلیٰ تھے اور کیوں نہ ہوتے۔ جگر بند رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دلبند بتول و فرزند غوثِ مقبول علیہ الصلوٰۃ الربانیہ تھے۔ اُمید قوی ہے کہ ان شآء اللہ آئندہ کسی اور موقع پر ان کا تذکرہ قلمبند کیا جائے گا۔

حضور غوثِ اعظم کی شان میں فرماتے ہیں۔

ہے نام پیر دل میں مرے نقش کالحجر — ممکن نہیں کہ بھولوں میں اس پاک نام کو
دل میں مئے محبت مرشد کا ہے سرور — دل جانتا ہے لذتِ شرب مدام کو
بگڑیں نہ اہل شرع جو تعظیم کو جھکوں — سمجھیں نہ کفر و شرک وہ اس احترام کو
تقبیل آستانہ تسکین ہوتی ہے — عشاق دل سے کرتے ہیں اس احترام کو
ڈوبے ہیں گو گناہوں میں ہم سر سے پاؤں تک — لیکن شفیع رکھتے ہیں پیر انام کو

پھر فرماتے ہیں۔

نورِ چشمے سید کل اولیاء ہیں میرے پیر — دلبر شاہِ سریر لافتیٰ ہیں میرے پیر
جن کے انوارِ تجلی سے منور ہے جہاں — ہاں اسی مہر رسالت کی ضیاء ہیں میرے پیر

ارشاد ہوتا ہے:

حد سے افزوں ہے تمنائے جناب مرشد — دیدۂ شوق ہے جویائے جناب مرشد
اک نظر ساقی مینائے وصالِ مرشد — ہو عطا ساغر صہبائے جناب مرشد

اللہ! اللہ! اب میرے مرشد والا تبار کے وِصال شریف کو ۱۳ سال کا عرصہ گزر چکا ہے اور مزار پرانوار چشمۂ گہر بار ہے۔ حضور غوثِ اعظم کا خاص فیض ہے۔ حرمِ شریف اور خاندانِ مغیف کا ہر فرد پیر طریقت اور سالک رشد و ہدایت ہوتا ہے۔ پیرو مرشد کے وصالِ شریف کے بعد بذریعہ وصیت نامہ آپ کے فرزند دلبند میرے آقا و آقا زادہ مولیٰ و مولیٰ زادہ حضرت سیدنا و مولانا السید شاہ رشید علی القادری البغدادی مسند طریقت اور جادۂ معرفت پر رونق افروز ہوئے۔ سبحان اللہ سرچشمۂ فیض متواتر جاری ہے اور میرا عقیدہ ہے کہ تا ابد جاری رہے گا۔ خود حضور غوثِ اعظم نے بہ ایمائے خداوندی فرمایا ہے۔

افلت شموس الاولین و شمسنا
ابداً علی افق العلی لا تغرب

مرشد زادۂ برگزیدہ نے صغر سنی ہی میں بے مثال اور لاجواب غزلیں منقبت غوثیہ میں کہی ہیں جن میں سے چند اشعار پیش نظر کرتا ہوں۔ کیا کلام ہے سبحان اللہ' سبحان اللہ' اس آشنائے بحر معانی اور رمز شناس سر عرفانی کی سخن سنجی اور شیریں مقالی میں کیا جادو ہے۔ اعجاز ہے' سحر ہے یا گہر ہے۔

فرماتے ہیں ۔

گیسوئے مقدر کو چوکھٹ تری شانہ ہے — اس در پر جبیں سائیء تقدیر بنانا ہے
ظلمت میں پڑے ہیں جو نور انکو دکھانا ہے — یا غوث کے نعروں سے دنیا کو جگانا ہے
سجدہ میں تجلی کا پرتو نظر آتا ہے — خاک درِ جاناں بھی کیا آئینہ خانا ہے

کر ناصیہ فرسائی اتنی کہ لہو ٹپکے — بگڑی ہوئی قسمت کو گھس گھس کے بنانا ہے
اے بندۂ زرتم تو دولت کے نشے میں ہو — احوالِ غلامانِ جیلاں نہیں جانا ہے
طوفانِ حوادث سے لرزاں ہو شرر آسا — اکرام کے دریا کو اب موج میں آنا ہے
گردابِ مصیبت میں بے طرح پھنسی کشتی — یا غوث ترا نا ہے ساحل سے لگانا ہے
اے مہر کرم آ کر ہو نور فشاں مجھ پر — ہر ذرۂ ہستی کو خورشید بنانا ہے
اس عشق و محبت کی تاثیر خدا رکھے — جینے کا وسیلہ ہے مرنے کا بہانا ہے

یہ بندۂ ناچیز غلامِ ازلی بارگاہِ لا یزالی ہے۔ گاہے گاہے بطورِ خراجِ عقیدت خامہ فرسائی کرتا ہے۔ عین جوانی میں جو اشعار کہے تھے ان میں سے چند سطریں اوراقِ پریشان سے ازراہِ عجز و نیاز درج کرتا ہوں۔

از یاد تو اے دلربا باہم پیام آشنا — اے روئے تو بدرالدجیٰ صل علیٰ مولائے ما
غوثِ ہدیٰ پیر ہدیٰ اے والی مشکل کشا — اے دستگیر با عطا صلی علیٰ مولائے ما
وردِ زباں اسم شما روح و رواں اسم شما — اے نام تو قرآں ما صلی علیٰ مولائے ما
اقدام تو قبلہ نما اکرام تو معجز نما — ہادیٔ دیں رہ نما صلی علیٰ مولائے ما
کعبہ بود جائے شما قبلہ بود پائے شما — ہست ایں نماز ما شہا صلی علیٰ مولائے ما
دانائے سر کبریا حامیٔ دینِ مجتبیٰ — اے ہادیٔ راہِ ہدیٰ صلی علیٰ مولائے ما
اے لالہ رُخ اے مہ لقا اے دلبر رنگیں ادا — محبوب عالم دلربا صل علیٰ مولائے ما

محبوب مسکین و گدا افتادہ در شہر شما
اے ہادیٔ مشکل کشا صلی علیٰ مولائے ما

مناجات اخراز زبدۃ الاسرار

مذکورہ بالا کا مقصد یہ ہے کہ میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ دربارِ غوثیہ میں کیا چشمہ رحمت ہے اور کیا دریائے معرفت ہے۔ کیا نظر کیمیائے اثر ہے کہ ذرّے بھی خورشید بنتے ہیں۔ آخر میں ''زبدۃ الاسرار'' میں سے ایک مقالہ کے ترجمہ پر اختتام کرتا ہوں۔

''اے سارے جہاں کے فریاد رس اور تمام موجودات میں ہر طرح تصرف کرنے

والے کس نے آپ سے توسل کیا اور آپ نے اس کی حاجت براری نہیں کی اور اس کو اپنی مراد نہیں ملی۔ آپ وہ ہیں جن کو سارا جہاں سونپ دیا گیا ہے اور تمام موجودات میں تصرف کرنے کی باگ آپ کے ہاتھ میں دی گئی ہے۔ اے تمام موجودات کے بادشاہ اور اے خدائے مہربان کے محبوب اور اے پیغمبر ستودہ محمد مصطفیٰ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کے نائب ہر شخص اپنی حاجت آپ سے مانگتا ہے۔ ہاں ہم بھی آپ سے مانگتے ہیں۔ کہ ہمیں ظلمات بشریت اور درطاطِ طبیعت سے رہائی مرحمت ہو اور وہ انوارِ شہود ہم پر ظاہر فرمایا جائے جس سے ہمارے دل روشن ہو جائیں۔ اور ایسی قسمیں انس کی ہم پر بہنے لگیں جن سے ہماری روحوں کو راحت و فرحت حاصل ہو۔ اور تمام تر مراد ہماری یہ ہے۔ اے ہمارے آقا ہم کو اپنی جناب سے نکال نہ دیا جائے اور اے ہمارے مولیٰ ہمیں اپنے مریدین کے زمرے میں داخل کر لیا جائے اور اس کی بشارت بذریعہ کسی علامت کے ہمیں دی جائے۔"

اس بندۂ عاجز کو تین بار بغدادِ معلیٰ میں روضہء اقدس کی زیارت نصب ہوئی جس میں میری اہلیہ و رفیقہ حیات شریک رہیں۔ اللہ! اللہ! کیا دربار ہے۔ کیا شان ہے کیا تجلی ہے، کیا فیض ہے۔ کیا کشش ہے۔ کیا دلربائی ہے۔ کیا دلفریبی ہے۔ کیا دلنوازی ہے۔ وہی کیفیت ہوتی ہے جو مدینہ منورہ میں دربار حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حاضری میں ہوتی ہے۔

روضہ مرے مرشد کا کعبہ نظر آتا ہے — یا عرشِ معلیٰ کا نقشہ نظر آتا ہے
یہ نور کا منظر ہے یہ وادیٔ ایمن ہے — ہر ذرّے میں اللہ کا جلوہ نظر آتا ہے
یہ خضر رہ حق ہے یہ جادۂ عرفان ہے — اللہ سے ملنے کا رستہ نظر آتا ہے

اللہ رے مسیحائی کیا شان ہے اِس در کی
اعمیٰ بھی یہاں آ کر بینا نظر آتا ہے

آخر میں ایک بات کہنا ضروری ہے۔ ہم قادریوں کو شریعت سے ظاہراً بھی تجاوز کرنے کی رخصت نہیں ہے۔ قادریوں کے لئے راہِ طریقت و معرفت میں بھی شریعت

کے حدود میں رہنا لازمی اور ضروری ہے۔ اس بات کی شدید تاکید ہے۔ مگر عشاق کی مجذوبانہ اور رندانہ حرکت اور طرز و انداز سے اگر وہ عشق حقیقی سے منسوب ہو قادریوں کو انکار نہیں ہے۔ رسم و راہ قلندری اور عشق و محبت میں سالکانِ طریقت و رہروانِ راہِ معرفت بظاہر شریعت سے تجاوز کرتے ہیں۔ گرچہ دراصل یہ حضرات بھی طریق شریعت سے باہر نہیں۔ مذہب عشق کی رندانہ کیفیت کچھ اور ہی بات ہے اور اسے فقط رمز آشنا سمجھتے ہیں۔

ذوق ایں مئے نہ شناسی بخدا تا نہ چشی

ہم صرف یہ کہنا چاہتے ہیں کہ من انکارنمی کنم گرچہ این کارنمی کنم میری دعا ہے کہ ہم سب پر برکات سرکارِ غوثیہ نازل ہو۔ آمین رب العالمین

فیا رب صل وسلم و بارک

علٰی بضعۃ المصطفیٰ غوثِ اعظم

پیرانِ پیر

یا قطب ما یا غوثِ اعظم یا ولی روشن ضمیر
بندہ ام تا بندہ ام جز تو نہ دارم دستگیر

بردرہِ درگاہ والا سائلم یا آفتاب
خاطر ناشاد را کن شاد یا پیرانِ پیر

حضرت ابوالفتح سید محمد الحسینی خواجہ بندہ نواز گیسو دراز

المتوفی ۸۲۵ ہجری، ۱۴۲۲ء

جناب محمود فاروقی

حضرت غوثِ پاک کی تحریکِ اِصلاح وجہاد

مسلمانوں کی تاریخ میں چھٹی صدی ہجری بڑی کٹھن اور نہایت پرآشوب صدی گزری ہے اس وقت عالم اسلام نہ صرف سیاسی انتشار کی زد میں تھا۔ بلکہ بہت بڑے فکری اور عملی بحران سے گزر رہا تھا۔ بغداد کی سیاسی مرکزیت روز بروز کمزور ہوتی جا رہی تھی۔ سیاسی انتظار اور طوائف الملو کی نے عالم اسلام کے حصے بخرے کر دیئے تھے۔ جگہ جگہ چھوٹی چھوٹی ریاستیں خودمختار بن بیٹھی تھیں۔ ترکستان سے ایران تک کوئی چھ سات بادشاہتیں قائم ہو گئی تھیں۔ بغداد، دیلمی، ساہانی، سلجوقی اور غزنی کی بادشاہتوں کے درمیان گھرا ہوا تھا اور یہ سب حکومتیں آپس میں دست بگریباں رہتی تھیں۔ ایک طرف خوارزم شاہی تھی، اس کے نیچے سامانی اور صفاری ریاستیں تھیں۔ یمن میں خودمختار قبائل نے تسلط جما لیا تھا، شام تک مصر کے فاطمی حکمرانوں کی عملداری رہتی تھی۔ سرزمین حجاز کبھی فاطمیوں کے اور کبھی عباسیوں کے آخری خلفاء کے دست نگر رہتی تھی۔ ہندوستان میں خلجی ترکوں اور خاندانِ غلاماں کا دور دورہ تھا۔ پھر سب سے بڑی مصیبت وسط ایشیا کے حملہ آور تاتاری تھے۔ اسلامی سلطنت متعدد سرحدوں میں منقطع ہو گئی تھی۔ اس سیاسی بحران سے فائدہ اُٹھا کر شمال مغرب کی سرحدوں پر رومی اور عیسائی حکمران صلیبی جنگ کے لئے فوجیں جمع کرنے لگ گئے تھے۔

سیاسی مرکزیت کے اس طرح پارہ پارہ ہو جانے سے عالم اسلام' جہاں ہر طرف افراتفری مچی ہوئی تھی۔ ایک متحد اور مرعوب کن طاقت نہیں رہا تھا۔ اس صورتِ حال کا لوگوں کی اخلاقی حالت پر بھی بہت برا اثر پڑ رہا تھا۔ خود غرضی مکروفریب حرص وطمع بزدلی اور خوشامد اور اس جیسے ہزاروں عیب وبا کی صورت میں پھیلتے جا رہے تھے' اقتدار پرستی نت نئی سازشوں کو جنم دے رہی تھی۔ لوگوں کی وفاداریاں مشکوک ہوگئی تھیں۔ کوئی مرکزی خیال اور مشترک نصب العین نہیں رہا تھا۔ مقاصد کی جگہ مفادات نے لے لی تھی۔ ذرا ذرا سے فائدے کے لئے لوگ دین وایمان تک کو بازی پر لگا دینے سے عار نہیں کرتے تھے۔ جان و مال' عزت و آبرو کے تحفظ کا اعتماد و یقین باقی نہیں رہا تھا' جرائم پیشہ اور قانون شکن گروہ ہر طرف یلغار کرتے پھرتے تھے۔ قانون کے ہاتھ اتنے قوی نہیں رہے تھے کہ ان کی باگیں تھام لیتا۔ قدرتی طور پر راستے پرامن نہیں رہے تھے۔

علوم وفنون کی تباہی

اس عام بدامنی کا بہت برا اثر علوم وفنون پر پڑا۔ راستوں کی بدامنی کے سبب جب طالبانِ علم کی آمد ورفت مسدود ہوگئی تو علوم وفنون کی ترقی بھی رُک گئی۔ مشاہدہ اور تجربہ سے محرومی کے بعد علم صرف' پڑھنے' تک محدود ہو گیا۔ ''سیکھنے'' اور ''برتنے'' سے اس کا کوئی تعلق نہیں رہا۔ درس گاہوں میں علم متحرک نہیں رہا تھا' منجمد ہو کر رہ گیا تھا۔ موضوعات و مضامین زندگی کے مسائل سے دُور جا پڑے تھے' کتاب و سنت کے محکمات کی جگہ دوراز کار فلسفوں' علمی موشگافیوں اور مناظرانہ کج بحثیوں نے لے لی تھی۔ اور اس کا خطرناک ترین نتیجہ یہ نکلا تھا کہ عالم اسلام میں وحدتِ فکر باقی نہیں رہی تھی۔ معتزلہ و اشاعرہ کے مکاتب فکر اور اشراقی و باطنی رموز وتصورات نے اسلام کی بنیادی تعلیمات کو نظروں سے اوجھل کر دیا تھا اور ملت اسلامیہ یقین وعمل کی قوت سے محروم شکوک و شبہات میں اُلجھ کر رہ گئی تھی۔ غرض اہل علم دوراز کار علمی بحثوں اور مناظروں میں اُلجھے ہوئے تھے۔ امراء و سلاطین ملک گیری کی ہوس اور فسق و فجور میں مبتلا تھے۔ عوام الناس دُنیا داری اور حرص و حوس میں آلودہ ظلم وستم کا شکار بنے ہوئے تھے۔

بزرگانِ دین کا اندازِ تبلیغ

اس علمی و اخلاقی اور سیاسی و سماجی انتشار میں ان بزرگانِ دین نے بڑا کام کیا جو ان تمام آلودگیوں سے اپنا دامن بچائے ہوئے لوگوں کے جذبہ ایمانی کو نکھارنے' ان میں اللہ کے خوف و محبت کی دل نشیں کرنے کے لئے اُٹھے تھے۔ ان بزرگوں نے مرض کا اصلی سبب بجا طور پر ضعف ایمان کو قرار دیا تھا۔ اس لئے ہر طرف سے یکسو ہو کر انہوں نے اپنی ساری توجہات عوام و حکمراں افراد کے جذبہ ایمانی کو اُبھارنے اور ان کے اندر نیکیوں اور بھلائیوں کی لگن پیدا کرنے پر لگا دی تھیں۔ ان کا موضوع ''تعلق باللہ'' تھا اور وہ بندوں کو اپنے رَب سے جوڑنے کے لئے تعلیم و تربیت کے نفسیاتی طریقوں سے کام لیتے تھے۔ ان کا سب سے بڑا ایثار یہی تھا کہ انہوں نے دُنیا کی ساری لذتوں اور حوصلہ آزمائی کے تمام میدانوں کو چھوڑ کر اپنے آپ کو ایک بے لوث خدمت کے لئے وقف کر دیا تھا' وہ اس بات کو بخوبی سمجھ گئے تھے کہ اِنسانی قلب اگر صحت مند ہو جائے تو ہزار دو ہزار معاشرتی خرابیوں' سیاسی الجھنوں اور انفرادی و اجتماعی برائیوں کے باوجود اسلام کی رُوح گمراہی ضلالت فسق و فجور اور کفر و شرک کی دستبرد سے محفوظ رہ جاتی ہے' اور پھر بتدریج خیر و اصلاح کی راہیں از خود نکلتی چلی جاتی ہیں۔ ان کی جدوجہد کا ماحصل یہی تھا کہ وہ جو کچھ رہ گیا ہے اسے محفوظ کر لیا جائے' اور اسے منظم' متحد و موثر کر کے بڑھتے ہوئے سیلابوں اور اُٹھتے ہوئے طوفانوں کا مقابلہ کیا جائے۔ ان کی تمثیل ایسے کردار کی ہے جو طوفانی سمندر میں ایک جزیرہ پر قدم جما کر کھڑا ہے اور ڈوبنے والوں کو ہاتھ پکڑ پکڑ کر کھینچ رہا ہے۔

چراغِ مصطفوی

یہ وہ اصل غرض و غایت تھی جس کے لئے انہوں نے اسلامی ملکوں میں تزکیہ نفس اور اصلاحِ باطن کی ایک زبردست تحریک پیدا کر دی اور اپنے متبعین کے سلسلے دُور دراز تک قائم کر دیئے۔ ان کے طریقہء کار کا بنیادی اصول خواص سے پہلو تہی اور عوام سے ربط ضبط تھا۔ اس وقت جو لوگ طبقہ خواص میں شمار ہوتے تھے وہ حکمران ہوں کہ امراء بہ

استثنائے چند عام طور پر دُنیا پرستی میں اس طرح غرق تھے۔ کہ ان کو ان کے ''شغل'' سے چھڑا کر راہِ راست پر لے آنا طولِ عمل' دوسرے یہ سارے خواص باوجود اپنے اقتدار کے اس ہمہ گیر سیاسی انتشار میں اس طرح بے بنیاد اور کمزور ہو چکے تھے' جیسے سیلاب میں حقیر تنکے ان کے تمول و اقتدار کو ثبات و قرار نہ تھا نہ ان کی سیادت و فرماں روائی میں استحکام تھا۔ اس لئے یہ ضروری معلوم ہو رہا تھا کہ عوام کے طبقوں میں کام کر کے دین و ایمان سے ان کی وابستگی کو کمزور نہ ہونے دیا جائے اور اسلام سے ان کے جذباتی تعلق کو مستحکم پائیدار کر دیا جائے۔ یہ وہ اہم ترین خدمت تھی جو اس عالم آشوب میں ان خدا رسیدہ بزرگانِ دین نے انجام دی اور ان ہی کاوشوں کے نتیجہ میں چراغ مصطفوی صدیوں تک اُٹھنے والے سیاسی طوفانوں اور جھگڑوں میں برابر جلتا رہا۔ اگرچہ بعد میں آنے والے ان کے جانشینوں نے ان کے اس ذمہ دارانہ عمل کو بے جان رسم و رواج میں تبدیل کر دیا۔ تاہم ان کے فیوض و برکات عرصہء دراز تک وابستگانِ اسلام کے لئے تقویتِ ایمان کا سبب بنے رہے۔

اُسوۂ رسول کا چراغ

جب ہم تحفظ ایمان اور اصلاحِ نفس کی اس تحریک کے سرچشمہ کی تلاش میں نکلتے ہیں تو ہم لازماً ایک ہی شخص کے آستانہ پر جا کر کھڑے ہو جاتے ہیں۔ وہ مرد درویش جو ظلمت کدہ میں اُسوۂ رسول کا چراغ جلائے بیٹھا تھا۔ شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ تھے' ہم نے اوپر جن پریشان کن احوال کا نقشہ کھینچا ہے ان کا محیط پانچویں صدی کے نصف آخر سے ساتویں صدی تک پھیلا ہوا ہے اور شیخ عبدالقادر جیلانی ہم کو اس دورِ فتن کے سرے پر کھڑے ہوئے نظر آتے ہیں۔ جن کی نظر تغیر و انقلاب کی تاریخ پر ہے۔ وہ اس سنتِ الٰہی سے خوب واقف ہیں کہ اللہ تعالیٰ بندگانِ خدا کی رشد و ہدایت کے لئے ہر دور کے سرے پر کسی ہادی و رہنما کو ضرور متعین فرماتا ہے۔ جو آنے والے طوفان سے لوگوں کو خبردار کرتا اور ان کو راہِ راست کی تلقین کرتا ہے۔ چنانچہ جتنے انبیاء و رُسل آئے ہیں وہ ایک نئے دَور کے سرے پر کھڑے ہوئے نظر آتے ہیں۔ خاتم رُسل محمد مصطفیٰ صلی

اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد ہدایت و اصلاح کی یہ ذمہ داری اصحاب و اولیاء پر عائد ہوئی کہ وہ ملت کی رہنمائی و نگہبانی کا فرض انجام دیں۔ چنانچہ شیخ محترم بھی ایک پرآشوب دورِ فتن کے آغاز پر بغداد میں صدائے حق بلند کرتے ہوئے دکھائی دیتے ہیں۔

تعلیم غوثیہ

آپ کا عہد پانچویں اور چھٹی صدی ہجری کا درمیانی عرصہ ہے۔ حصول علم کے بعد شیخ رحمۃ اللہ علیہ کسی دربار سے وابستہ نہیں ہوئے جیسا کہ اس وقت کے اہل علم کا عام وطیرہ تھا' بلکہ وہ رشد و ہدایت کا بوریا بچھا کر بیٹھ گئے آپ کی تعلیمات کا مطالعہ کرنے پر یہ حقیقت سامنے آتی ہے کہ آپ نے اپنے استدلال کی بنیاد مروجہ فلسفیانہ اور فقیہانہ طرز سے ہٹ کر حدیث اور قرآن پر رکھی اور اپنا پورا زور اس پر صرف کر دیا کہ لوگوں میں اسلام کے لئے عمل کرنے اور قربانی دینے کا جذبہ بیدار ہو جائے۔ امراء و سلاطین کو آپ نے ملک گیری کی ہوس سے بچنے کی تلقین کی۔ عوام کو دنیاداری اور حرص و طمع سے دامن بچانے کی ہدایت کی۔ علماء و زہاد کو کبر و ریا سے دُور رہنے کی نصیحت فرمائی۔ مگر آپ کے مواعظہ اور افادات میں ترکِ دنیا نہیں' بلکہ اصلاحِ دنیا کا تقاضا صاف نظر آتا ہے۔ اگرچہ یہ اصلاح دنیا کے لئے نہیں بلکہ آخرت کے لئے مطلوب ہے۔ آپ کی تعلیم کو مختصراً ایک فقرہ میں یوں کہا جاسکتا ہے۔

''ایک اچھی دنیا ایک اچھی آخرت کے لئے''

آپ کی تعلیمات سے انقلاب برپا ہو گیا

آپ کی تعلیم نے از سر نو لوگوں کو قرآن اور حدیث کی طرف مائل کر دیا اور ساتھ ہی ساتھ ان میں جدوجہد و عمل کا جذبہ بیدار ہوتا چلا گیا اور جہاد کی اسپرٹ پیدا ہو گئی۔

اس فقرہ میں عمل و جہاد کا یہ ذکر رسمی طور پر نہیں آیا ہے۔ بلکہ یہ اپنی پوری تاریخی اہمیت کے ساتھ درج کیا گیا ہے۔ یہ محض ایک اتفاق نہیں ہے شیخ عبدالقادر جیلانی کی وفات کے چند ہی سال بعد پورا عالم اسلام صلیبی یلغار کے مقابلہ میں سینہ سپر ہو کر کھڑا ہو گیا۔

شیخ جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی وفات ۵۶۱ھ میں ہوتی ہے اور عالم اسلام پر عیسائی بادشاہوں کی یلغار کا آغاز ۵۷۷ ہجری میں ہو چکا تھا اور شیخ رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے تین چار سال بعد ہی سلطان صلاح الدین ایوبی نے ۵۶۴ھ میں صلیبی محاذ کو شکست دے دی تھی۔ اس کے ۲۵ - ۳۰ سال بعد شہاب الدین غوری ہم کو بت کدۂ ہند میں فاتحانہ پیش قدمی کرتا ہوا نظر آتا ہے۔

شہاب الدین کا یہ جہاد خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ایما پر ہوا تھا اور خواجہء اجمیری شیخ عبدالقادر جیلانی کے آخری عہد میں بغداد پہنچے تھے اور وہیں سے لوٹ کر آپ نے ہندوستان کا سفر کیا تھا۔

اس طرح یہ کہنا بے جا نہ ہوگا کہ عالم اسلام کو صلیبیوں نصرانیوں کے غلبہ سے محفوظ رکھنے اور ہندوستان میں اسلام کا چراغ روشن کرنے میں شیخ عبدالقادر جیلانی کی تحریک اصلاح و جہاد ہی کام کر رہی تھی۔

مفتی انتظام اللہ شہابی

سیدنا عبدالقادر رضی اللہ عنہ کے عہد کی سیاسیات پر ایک نظر

غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب دنیا میں آئے تو خلافت عباسیہ دم توڑ رہی تھی، شیرازہ بکھر چکا تھا۔ یہ زمانہ سیاسی حیثیت سے پر آشوب تھا۔ مطلع سیاست پر آئے دن طوفان بلاخیز آ رہے تھے۔

بغداد میں مذہب شیعہ کا تسلط

سفاح (۷۵۰ھ) سے واثق باللہ تک خلافت کا جاہ و جلال رہا۔ بعد کے خلفاء نام نہاد ثابت ہوئے۔ اپنے صوبے داروں کے ہاتھ میں کٹھ پتلی بنے۔ حکمرانی کا دائرہ سمٹ کر بغداد کی چار دیواری تک رہ گیا۔ بویہ نے خلفاء پر اقتدار قائم کرکے اپنے شیعی مسلک کی ترویج اس طرح کی کہ سنیوں کے لیے وبال جان بن گئے۔

عضد الدولہ ابوشجاع خسرو بویہ نے خلیفہ پر پورا تسلط جما لیا تھا۔ اس نے حکم دیا کہ بغداد کے کسی محلہ میں بھی کوئی واعظ صحابہ اور یاران رسول خدا کے فضائل علی اعلان نہ بیان کرے۔ اگر کوئی اس کے خلاف کرے گا سزایاب ہوگا۔

حسن بن صباح کی فتنہ انگیزی

۴۲۹ھ تک بویہ کا اقتدار رہا اور یوں شیعوں اور سنیوں کو لڑواتا رہا۔ سلاجقہ نے اس کی سرکوبی کی۔ الپ ارسلان اور ملک شاہ نے تو خلفائے وقت کی اطاعت گزاری کی مگر بعد کے لوگوں نے بھی تذلیل کرنے میں کوئی کسر نہ اٹھا رکھی۔ اس زمانہ میں دولت عبیدیہ

کا ظہور مصر میں ہوا جو اپنے کو فاطمین کہتے تھے۔ ان کی تحریک سے باطنی فتنہ اٹھا۔ ان کے ہی زیر سایہ حسن بن صباح کی فتنہ انگیزی نے صد ہا علمائے اہل سنت کو جام شہادت نوش کروایا

حضرت کی وعظ و تذکیر

۵۵۵ ھ میں المستنجد باللہ ابو المظفر سریر آرائے خلافت ہوا۔ اس زمانے میں حضرت غوثِ پاک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ درس و تدریس' وعظ و تذکیر کے ساتھ عوام کی اصلاح اخلاق و اعمال میں سعی بلیغ فرمایا کرتے تھے۔ ان میں جو بزدلی پیدا ہوگئی تھی ان کو حمیت اور عصبیت دینی کا خوگر بنایا۔

المستنجد بھی وعظ میں شرکت کرتا تھا۔ اس کی بھی کایا پلٹ گئی۔ اس نے اپنے وقار اور عظمت کو بحال کرنے میں غوث پاک کے دامن کو پکڑا اور آپ کی ہدایت پر کاربند ہوا۔

خلیفہ المستنجد کا کارنامہ

علامہ ابن خلدون اپنی تاریخ میں لکھتے ہیں کہ خلیفہ المستنجد خلفائے عباس کا پہلا خلیفہ ہے۔ جس نے استقلال اور استحکام کے ساتھ زمام حکومت اپنے قبضہ اقتدار میں لی۔ شیرازہ حکومت و خلافت منتشر تھا۔ اپنے کھوئے ہوئے علاقے پر غلبہ حاصل کیا اور آزاد خلافت کے فرائض انجام دیئے۔ (تاریخ ابن خلدون ج ۹ ص ۱۵۵)

غرضیکہ آپ کے عہد آخر میں جو خلفائے بنی عباس تھے۔ انہوں نے المستنجد کی طرح آپ کے دامن کو پکڑے رکھا۔ امور ملکی میں مشورہ لیا۔ عمال و قضاۃ کا تقرر آپ کے ارشاد کے بموجب کیا جس کا ثمرہ یہ نکلا کہ آپ کے معتقد جو خلفاء تھے۔ ان کی زندگی عمر بن عبدالعزیز کے مثل تھی۔ قلائد الجواہر میں تفصیلات نظر سے گزریں گی۔

خلافت عباسیہ کے اقتدار کو بحال کرنے کے بعد معتزلہ کی گرم بازاری کو سرد کیا۔ ان کے مسائل جو گمراہ کن تھے اپنے وعظ میں ان کی تردید کر کے اصلاح فرمائی۔

غنیۃ الطالبین میں معتزلہ اور دیگر فرقوں پر سیر حاصل بحث فرمائی ہے۔ رسائل

اخوان الصفاء سے جو فتنے رونما ہو رہے تھے۔ ان کی قلعی کھول کر رکھ دی۔

یہ مختصرات ہیں آپ کے وقائع زندگی کے تفصیل کے لیے ناچیز کی تالیف ''غوث الاعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی سیاسی زندگی کا مرقع'' مطالعہ کریں۔ آخر میں صاحب فوات الوفیات کے تاثرات پیش خدمت ہیں۔

محمد بن شاکر بن احمد الکتبی متوفی ۷۶۴ھ لکھتے ہیں کہ:۔

وکان الشیخ عبدالقادر قد لائم الارب علی ابی زکریا التبریزی و اشتغل بالوعظ الی ان برزفیه ثم لازم الخلوة و الریاضة و السیاحة و المجاهدة ر السهر و المقام فی الصحرآء و الخراب و صحب الشیخ احمد الدباس و اخذعنه علم الطریق ثم ان الله اظهره للحق واوقع له القبول العظیم و عقد المجلس سنة احدی و عشرین و خمس مائة و اظهر الله الحکمة علی لسانه ثم جلس فی مدرسة ابی سعد للتدرس والفتویٰ. (ج ثانی ص ۴)

''شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ نے ادب ابو زکریا تبریزی سے حاصل کیا اور وعظ میں مشغول ہوئے۔ یہاں تک کہ اس میں ممتاز ہوئے۔ پھر خلوت گزینی' ریاضت' سیاحت' مجاہدہ اور شب بیداری اور ویرانہ وصحرا کا قیام اختیار کیا۔ شیخ احمد دباس کی صحبت پائی اور انہیں سے علم طریقت حاصل کیا۔ پھر اللہ ان کو حق کی حمایت کے لیے قوت کے ساتھ سامنے لایا اور زبردست مقبولیت ان کو عطا کی۔

۵۲۱ھ میں انہوں نے مجلس قائم کی اور ان کی زبان کو اللہ نے ترجمان حکمت بنایا پھر وہ مدرسہ ابی سعد میں تدریس وفتویٰ کے لیے بیٹھ گئے۔''

حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ۵۶۱ھ میں واصل بحق ہوئے۔

دیکھیے حوالہ کے لیے:۔

شذرات الذہب ج ۴ ص ۱۹۸' ابن الاثیر ج ۱۱ ص ۱۳۱ انجوم الزاہرہ: ج ۴ ص ۳۷۱' ابن کثیر ج ۲۱ ص' ۲۵۲' قلائد الجواہر: اخبار الاخیار فی اسرار الابرار ص ۹ وغیرہ۔

مولانا خطیب حافظ محمد اسحاق سہروردی

قَدَمِیْ هٰذِهٖ عَلٰی رَقَبَةِ کُلِّ وَلِیِّ اللّٰهِ

اَنَا الْحَسَنِیُّ وَ الْمخدَعُ مَقَامِیْ
وَاَقْدَامِیْ عَلٰی عُنُقِ الرِّجَالِ

(میں حضرت امام حسن علیہ السلام کی اولاد سے ہوں اور میرا مرتبہ مخدع (خاص مقام) ہے اور میرے قدم اولیاء اللہ کی گردنوں پر ہیں)

غوث اعظم رحمتہ اللہ علیہ کی ذات و صفات کیا ہیں اور اللہ تعالیٰ نے کتنی روحانی طاقتوں کا مالک بنا دیا تھا۔ ان پر جتنا لکھا جائے کم ہے جن کو پوری دنیائے اسلام شیخ سیدنا عبدالقادر محی الدین محبوب سبحانی قطب ربانی غوث یزدانی، عارف صمدانی، حسنی اور حسینی بزرگ جیلانی کے ناموں سے پکار رہی ہے۔ آپ ہدایت خلق اور احیاء دین اور اشاعت اسلام کے لیے پیدا ہوئے تھے۔

تمام اولیاء کرام نے اپنی گردنیں خم کر دیں

بہجتہ الاسرار اور دوسری کتابوں میں یہ ذکر ہے کہ ایک دفعہ حضرت شیخ سید عبدالقادر جیلانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ وعظ فرما رہے تھے کہ یکا یک آپ کی زبان مبارک سے یہ نکلا **قدمی هذه علی رقبته کل ولی الله** ۔ یعنی میرا قدم ہر ولی اللہ کی گردن پر ہے۔ یہ سن کر نہ صرف ان بزرگوں نے جو اس وقت وعظ میں تشریف فرما تھے بلکہ تمام مشائخ عالم نے سر تسلیم خم کر دیے۔ حضرت شیخ علی بن ابی نصر الہیتی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ تو مجلس سے فوراً اٹھے اور ممبر کے پاس جا کر ظاہری طور پر بھی آپ کا قدم مبارک پکڑ کر

اپنی گردن پر رکھ لیا اور اس کے بعد تمام حاضرین مجلس نے اپنی گردنیں جھکا لیں جس روز غوث اعظم رحمتہ اللہ علیہ نے یہ الفاظ ارشاد فرمائے اسی روز تمام مشائخ نے اپنی چشم باطن سے مشاہدہ کیا کہ تاج غوثیت آپ کے سر مبارک پر رکھا گیا ہے اور علم قطبیت لہرا رہا ہے۔ آپ کے عہد سے قبل اور بعد کے اولیاء اللہ نے آپ کو غوث اعظم رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ تسلیم کیا ہے یہی نہیں بلکہ رجال الغیب اور ابدال کی ایک جماعت ہوا میں اسی وقت اڑتی ہوئی نظر آئی جب آپ نے یہ کلمہ ارشاد فرمایا اور اس جماعت نے آپ کی خدمت میں ہدیہ تبریک پیش کیا۔

مرکب صاحب لولاک

بسند صاحب تحفتہ القادر یہ جس وقت سرور عالم آقائے دو جہاں رحمت للعالمین شاہ شاہان خاتم رسل حبیب رب یزداں حضرت محمد مصطفیٰ، مجتبیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب معراج کو تشریف فرما ہوئے تو براق تیز رفتار زماں اور مکاں کی حدود طے کرتا ہوا آسمان پر پہنچا اور منازل آسمان سدرۃ المنتہیٰ تک آیا۔ اس وقت جناب اقدس الٰہی سے روح پر فتوح جناب فلک رکاب، قطب ربانی، محبوب سبحانی، حضرت السیدنا شیخ عبدالقادر رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کو ارشاد ہوا کہ جاؤ ہمارے حبیب کو اپنے دوش کی سواری پر لے آؤ۔ اللہ اکبر کیا مرتبہ حضرت غوث پاک رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کا ہے کہ جن کا کتف مبارک مرکب صاحب لولاک ہے۔

حضرت غوث پاک فرماتے ہیں کہ اس وقت میں نے قدم مبارک پیغمبر خدا کا اپنے کاندھے پر اٹھایا۔ یہ خدمت موجب سعادت ابدی تھی اور باعث حصول دولت سرمدی تھی۔ اسی سبب سے مرتبہ میرا تمام اولیاء میں بلند ہوا۔ مزاج رسول خدا اس خدمت ارجمند سے خود سند ہوا۔ فرمایا مرحبا مرحبا اے فرزند دلبند تجھے بشارت ہو کہ بعد میرے تو بہت بڑا مرتبہ دنیا اور آخرت میں پائے گا۔ میرا قدم تیرے کندھے پر ہے۔ اور تیرا قدم تمام اولیاء اللہ کے کندھوں پر ہو گا۔ اور یہی وہ آواز تھی جو غوث پاک رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنے وعظ مبارک میں یکا یک فرمایا **قدمی ھذہ علیٰ رقبۃ کل ولی اللہ**۔

قطب وقت

شیخ ابو عمران موسیٰ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے نقل کیا گیا ہے کہ ایک روز شیخ عقیل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ایک بزرگ منجم سے دریافت کیا کہ اب قطب کون ہے۔ انہوں نے جواب دیا کہ وہ مکہ میں پوشیدہ ہے۔ پھر عراق کی جانب اشارہ کر کے یہاں سے ظاہر ہو گا اور قدمی هذه علی رقبته کل ولی الله کہے گا۔ جس کی آواز پر تمام اولیاء گردنیں جھکا دیں گے۔

شیخ بقاء ابو المظفر ابراہیم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے روایت ہے کہ ابتداء زمانہ میں سیدنا عبدالقادر حسنی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حضرت شیخ ابوالون رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی صحبت میں تشریف لے جایا کرتے تو شیخ آپ کی تعظیم کے لیے کھڑے ہو جاتے۔ لوگوں نے دریافت کیا کہ اس جوان کی تعظیم آپ اتنی کیوں فرماتے ہیں۔ آپ نے فرمایا یہ جوان ایک وقت قدمی هذه علی رقبته کل ولی الله کہے گا۔ اور یہ بالکل صحیح ہو گا اور تمام اولیاء کرام اپنی گردنیں آپ کے سامنے جھکا دیں گے اور خاص و عام اس کے محتاج ہوں گے۔

حضور خواجہ غریب نواز نے گردن خم کر دی

خواجہ غریب نواز سلطان الہند حضرت سید معین الدین چشتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے حالات میں لکھا ہے کہ حضرت شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی جب یہ آواز بلند ہوئی اس وقت غریب نواز سنجد کے پہاڑوں میں ریاضت اور مجاہدہ میں مشغول تھے۔ جونہی یہ آواز غیبی سنائی دی۔ سب سے پہلے اس آواز پر جس نے گردن خم کی وہ آپ ہی کی ذات تھی۔ پھر زمانے بھر کے اولیاء اللہ نے آپ کا ساتھ دیا۔ گو حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔ غریب نواز کا بحیثیت خالہ زاد بھائی اور تاج العارفین ہونے کے بہت احترام فرمایا کرتے تھے۔ مگر جب میدان معرفت میں حفظ مراتب کا مسئلہ سامنے آتا تو غریب نواز ہی اس ارشاد پر سب سے پہلے جھک جاتے ہیں۔

حضرت شیخ ابراہیم الاغرب بن شیخ ابی الحسن رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ مجھے حتمی طور پر معلوم ہو چکا ہے کہ حضور السیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ قدمی هذه علی رقبته کل ولی الله فرمانے پر مامور ہوئے ہیں۔

آپ نے جو کچھ ارشاد فرمایا وہ بفرمان مصطفوی اور بفرمان ایزدی تھا۔
اس کے علاوہ سیکڑوں مشائخ کے اقوال اس سلسلہ میں مستند کتابوں میں درج ہیں۔

سائباں اندر جہاں اقدام تو　　اولیاء را خود بداری در ظلال

(رشید ارشد رحمانی)

غوثِ معظم رضی اللہ عنہ

یا غوثِ معظم نورِ ہدیٰ ' مختارِ نبی مختارِ خدا
سلطان دو عالم قطب علی ' حیراں ز جلالت ارض و سما
در صدق ہمہ صدیق اشی ' در عدل عدالت چوں عمری
اے کان حیا عثمان مانند علی باجود وسخا
در بزم نبی عالی شانی ' ستار عیوب مریدانی
در ملک ولایت سلطانی ' اے منبع فضل و جود و سخا
چوں پائے نبی شد تاج سرت ' تاج ہمہ عالم شد قدمت
اقطاب جہاں در پیش درت ' افتادہ چوں پیش شاہ و گدا
گر داد مسیح بہ مردہ دراں ' وادی تو بدین محمد ﷺ سمد جاں
ہمہ عالم محی الدین گویاں ' بر حسن جمالت گشتہ خدا

پروفیسر خلیق احمد نظامی ایم - اے
صدر شعبہ تاریخ - مسلم یونیورسٹی علی گڑھ

شیخ عبدالقادر جیلانی

رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

بارہویں صدی (عیسوی) کی ایک عظیم المرتبت شخصیت شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی ہیں۔ امام غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اگر عملی حیثیت سے تصوف کو ایک مستقل فن بنانے کی خدمت انجام دی تو شیخ جیلانی نے علمی اعتبار سے اس تحریک میں ایک جان ڈال دی اور جس چیز کو مولانا ضیاء الدین برنی مصنف تاریخ فیروز شاہی نے ''فن شیخ'' (فن بزرگی) سے تعبیر کیا ہے۔ اس کو معراج کمال تک پہنچا دیا۔ ان سے پہلے کسی بزرگ نے تصوف کو اسلام کے زریں اصولوں کی نشر و اشاعت کا ذریعہ اس طرح نہیں بنایا تھا۔ ارشاد وتلقین کا جو غلغلہ انہوں نے برپا کیا وہ اسلامی تصوف کی تاریخ میں اپنی مثال نہیں رکھتا۔

شیخ جیلانی کی تعلیم کا اثر

غور' غرجستان' بامیان اور اردگرد کا تمام علاقہ مہایانہ بدھ مت کے زیر اثر تھا۔ اسلام کا کچھ اثر اس علاقہ پر پہنچا تو وہ کرامیہ فرقہ کے ذریعہ شیخ جیلانی کی تعلیم سے افغانستان اور اس کے قرب و جوار میں ایک زبردست دینی انقلاب لے آیا اور ہزاروں آدمیوں نے ان کے دست حق پر بیعت کی۔

شیخ عبدالحق محدث دہلوی فرماتے ہیں

شیخ جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے وعظ بڑے پرتاثیر ہوتے تھے۔ ہر طرح کے لوگ

اس میں شریک ہوتے تھے۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے لکھا ہے۔ اخبار الاخیار ص ۱۳

مجلس آں حضرت ہرگز از جماعت یہود و نصاری و امثال ایشاں کہ بردست
او بیعت اسلام آورند و از طوائف عصاۃ از قطاع طریق و ارباب بدعت و فساد
در مذہب و اعتقاد کہ تائب می شدند خالی نہ بودے [۱]

ترجمہ: حضرت کی مجلس کبھی یہود و نصاری سے جو مشرف باسلام ہوتے تھے اور قزاق، بدعتی اور فسادیوں سے جو دست حق پرست پر توبہ کرتے تھے خالی نہ ہوتی تھی۔

بعض اوقات حاضرین کی تعداد ۷۰، ۷۰ ہزار تک پہنچ جاتی تھی۔ چار سو کاتب قلم دوات لیے بیٹھے رہتے تھے اور جو لفظ شیخ کی زبان مبارک سے نکلتا تھا اسے فوراً لکھ لیتے۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی راوی ہیں۔

در مجلس وعظ آں حضرت چہار صد نفر دوات و قلم گرفتہ می نشستند
و آنچہ از وے می شنیدند املای کروند [۲]

ترجمہ: حضرت کی مجلس وعظ میں چار سو آدمی قلم دوات لیے بیٹھے رہتے تھے اور جو ان سے سنتے تھے وہ لکھ لیتے تھے۔

آپ کے وعظ مبارک

شیخ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مواعظ حسنہ کے دو مجموعے فتوح الغیب [۳] اور فتوح ربانی [۴] اب بھی دستیاب ہیں۔ فتوح الغیب میں ۷۸ وعظ نقل کیے گئے ہیں اور فتح ربانی میں شیخ کے وہ ۶۲ خطبات شامل ہیں جو انہوں نے ۵۴۵ھ اور ۵۴۶ھ میں دیئے تھے۔ ان خطبات کا ایک ایک حرف دل سے نکلا ہے۔ اس لیے وہ دل کی گہرائیوں میں اپنی جگہ تلاش کرتا ہے۔ حد یہ ہے کہ ایک متعصب مستشرق پروفیسر مارگولیتھ کو بھی ان کے پر تاثیر ہونے کا اعتراف کرنا پڑا [۱]

شیخ گیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی دو اور مشہور تصانیف یہ ہیں ۱- غنیۃ الطالبین ۲- الفیوضات الربانیہ اول الذکر کتاب میں شیخ نے ۷۳ اسلامی فرقوں کا ذکر نہایت شرح و بسط سے کیا ہے۔ بارہویں صدی میں مسلمانوں کا دینی ماحول سمجھنے کے لیے یہ کتاب

بے حد کارآمد ہے۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے اس کتاب کو اس کی افادیت کی بنا پر فارسی زبان میں منتقل کیا تھا۔

شیخ گیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے وعظوں میں اگر ایک تاثیر تھی تو ان کے اخلاق میں ایک کشش شیخ ابوالمعمر مظفر منصور ابن المبارک الواعظ المعروف بہ جرادہ کہا کرتے تھے کہ میری آنکھ نے کسی کو سیدنا شیخ محی الدین عبدالقادر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے بڑھ کر خلیق وسیع الصدر کریم النفس نرم دل اور حافظ عہد و پیما نہیں دیکھا۔ جلالت قدر علومنزلت کے باوجود آپ ہر چھوٹے بڑے کی عزت کرتے تھے۔ کمزوروں کے ساتھ بیٹھتے تھے۔ فقیروں کی تواضع کرتے تھے لیکن کبھی کسی امیر کے پاس کھڑے نہ ہوتے نہ کسی وزیر یا سلطان کے در پر جاتے۔ ''تاریخ مشائخ چشت''

یاالٰہی بطفیل نبی کریم ﷺ میاں بدرالدین قادری
اور ان کی اہلیہ مرحومہ پر رحمت فرما آمین۔

شریک دعا: میاں زبیر احمد قادری

۱؎ اخبارالاخیار ص ۱۲ - ۲؎ مطبوعہ مصر ۳؎ ۱۳ھ ۴؎ ص ۴۱

NCYOPISDAM . VOL I P 41

چہل کاف
اور
اس کے اثرات

بزرگوں کی زبان سے جو فقرے' جملے' مصرعے یا اشعار کسی عالم خاص میں ادا ہوتے ہیں ان میں ظاہری و باطنی انوکھا پن جتنا نظر آتا ہے اتنی ہی تاثیر بھی ہوتی ہے۔ اس کا اندازہ وہ لوگ زیادہ بہتر طور پر کر سکتے ہیں جو دواؤں کے مزاج و اثر کی طرح حروف کے مزاج و اثر سے بھی آگاہ ہوں۔ عام لوگوں کو ان فقروں' جملوں مصرعوں یا اشعار کی صرف تاثیر سے مطلب ہوتا ہے

کیفیت چہل کاف

سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رحمتہ اللہ علیہ کی طرف عربی' فارسی کے بہت سے اشعار منسوب ہیں اور ان میں تین شعر عربی زبان کے وہ بھی ہیں جو اپنی ساخت کے اعتبار سے عجیب نظر آتے ہیں۔ اس لیے کہ ان میں حرف کاف کی تکرار غیر معمولی انداز سے چالیس مرتبہ ہوئی ہے۔ خود چالیس کا عدد بھی مختلف حیثیتوں سے اہمیت رکھتا ہے۔ اس لیے حروف و اعداد کے مزاج شناسوں نے فطرۃً ان اشعار کی طرف خاص توجہ کی ہوگی۔ اور ان کی تاثیر کا راز تلاش کیا ہوگا۔

علمائے علم الحروف کے نزدیک حرف کاف ''جمالی'' ہے جس کا تعلق شفقت و رحمت کے اثرات سے ہے۔

عام لوگوں کو ان اشعار کے پڑھنے میں دشواری تو ضرور ہوتی ہے لیکن ان کا جو مفہوم اور مناجاتی انداز ہے وہ بالکل واضح ہے اور ان میں خود اعتمادی کو بڑھانے والی جو کیفیت ہے وہ بھی نمایاں ہے۔

(۱)

کَفَاکَ رَبُّکَ کَمْ یَکْفِیکَ وَاکِفَۃً
کِفْکَا فَھَا کَکَمِیْنٍ کَانَ مِنْ مُکَکٍ

ترجمہ: اے میرے دل تیرا رب پہلے بھی بارہا تجھے ناگہانی مصائب میں کفایت کرتا رہا ہے۔ اب بھی وہ ایسے مصائب میں تیری کفایت کرتا ہے۔ یا کرے گا جن کی واپسی یا جن کا رکنا ایک لشکر جراء کے گھات لگانے کی مانند ہے۔

شرح :- یعنی اے میرے دل میرے مولائے کریم نے پہلے بھی تجھے یکا یک پیدا ہونے والے خطروں اور وسوسوں سے بچایا ہے۔ اور اب بھی وہ ان سے تیری حفاظت کرتا ہے اور آئندہ بھی کرے گا۔ ان خطرات اور وسوسوں کے دور ہو جانے یا ان کے رک جانے سے تو غافل اور مطمئن مت ہو جا یہ تو ایسا ہے جیسے کہ ایک بھاری لشکر چھپ کر گھات لگائے ہوئے ہو کہ کب تجھے غافل پا کر دوبارہ حملہ آور ہو۔

(۲)

تَکِرُّ کَرًّا کَکَرِّ الْکَرِّ فِیْ کَبَدٍ
تَحْکِیْ مُشَکْشِکَۃً کَلُکْلُکٍ لُکَکٍ

ترجمہ: وہ مصائب بار بار حملہ آور ہوتے ہیں ان کی مضبوطی و یک جائی اس طرح ہے جیسے کہ ایک مضبوط موٹی رسی کی لڑیاں ایک دوسرے سے پیوست ہوتی ہیں۔ یہ مصائب ایک ایسے نیزہ زن مسلح لشکر سے مشابہ ہیں جو ایک موٹے اور سخت گوشت والے اونٹ کی مانند ہو۔

شرح :- یعنی یہ خطرات و وسواس صراط مستقیم سے بھٹکانے کے لیے بار بار پیدا ہوتے ہیں ان کی مضبوطی اور تسلسل ایک مضبوط موٹی رسی کی طرح ہے جو ٹوٹنے کا نام ہی نہ لے

خطرات اور وسوسے ایک موٹے اور گتھے ہوئے مہیب اور وحشی اونٹ کی مانند نیزہ انداز مسلح لشکر سے مشابہت رکھتے ہیں۔

(۳)

كَفَاكَ مَابِیْ كَفَاكَ الكَافِ كُربَتَہ'
يَا كَوْكَبًا كَانَ يَحْكِیْ كَوْكَبَ الْفَلَكَ

ترجمہ: اے میرے دل' خداوند کریم نے تجھے اس تمام رنج اور پریشانی سے جس میں مبتلا ہوں' کفایت کی۔

اے میرے دل تو ستارہ ہے جو آسمان کے ستارہ سے مشابہ ہے۔

شرح: - یعنی اے میرے دل جسے میں آسمانی ستارہ کی مانند سمجھتا ہوں۔ خدا تعالیٰ نے تجھے ان تمام مصائب سے جو مجھ پر نازل ہوئے محفوظ رکھا۔

(یا)

(آئندہ کی پریشانیوں اور مصیبتوں سے نجات دے اور ان سے تیری حفاظت کرے)

غوث الثقلین رضی اللہ عنہ

قبلہ اہل صفا حضرت غوث الثقلین
دستگیر ہمہ ہا حضرت غوث الثقلین
خاک پائے تو بود روشنی اہل نظر
دیدہ را بخش ضیا حضرت غوث الثقلین

حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی

شہزادہ محمد دارالشکوہ حنفی قادری

مترجم : اِحسان الحق فاروقی

غوث الثقلین رضی اللہ عنہ

''سفینۃ الاولیاء'' کا ایک باب

حضرت غوث الثقلین شاہ محی الدین عبدالقادر الحسنی الحسینی رضی اللہ تعالیٰ عنہ طریقت میں آپ کی کنیت بادشاہ مشائخ اور شریعت میں امام الائمہ اور محبوب ر[illegible] محمد ہے۔ اس پیر کامل، مرشد زماں، سردار عارفاں فخر زہاد عباد، قطب ربانی کا اسم گرامی عبدالقادر ہے۔ آپ کا سلسلہ نسب حضرت علی مرتضیٰ تک اس نسبت تک پہنچتا ہے۔ ابن ابی صالح، سنوسی، حنبلی دوست بن ابی عبداللہ بن یحیٰ زاہد بن محمد بن داؤد بن موسیٰ الجون عبداللہ محض بن حسن مثنٰی بن حسن بن علی مرتضیٰ ہے۔ آپ کو حسنی حسینی اس لیے کہا جاتا ہے کہ عبداللہ محض کے والد حسن مثنیٰ بن حسن بن علی مرتضیٰ ہیں اور عبداللہ محض کی والدہ فاطمہ بنت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن علی مرتضی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں ۔ دوسرے یہ آپ کی والدہ ماجدہ بھی حسینی ہیں۔

لقب محی الدین

آپ کا لقب محی الدین ہے۔ یہ لقب یوں مشہور ہوا کہ آپ نے فرمایا ''میں ایک سفر سے بغداد پہنچا اور اتفاقاً میرا گزر ایک ایسے بیمار کے پاس سے ہوا جو نہایت کمزور ہو چکا تھا اور اس کا رنگ بدل گیا تھا۔ اس مریض نے مجھے دیکھ کر کہا السلام علیکم یا عبدالقادر میں نے سلام کا جواب دیا اس نے کہا کہ میرے پاس آیئے۔ میں اس مریض کے قریب

گیا اس نے کہا کہ مجھے بٹھایئے۔ میں نے اس کو سہارا دے کر بٹھا دیا۔ میں نے دیکھا کہ وہ بیٹھتے ہی تندرست معلوم ہونے لگا۔ اس کا رنگ نکھر گیا۔ یہ دیکھ کر مجھے خوف محسوس ہوا۔ اس نے کہا کہ عبدالقادر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ آپ مجھے پہچانتے ہیں۔ میں نے عرض کیا نہیں کہا میں آپ کے جد امجد کا دین ہوں اور جیسا کہ آپ نے دیکھا تھا میں نحیف و لاغر ہو گیا تھا لیکن خداوند تعالیٰ نے آپ کی بدولت مجھے پھر زندگی عطا فرمائی۔ اس لیے آپ کا نام محی الدین ہے۔ (یعنی دین کا زندہ کرنے والا) میں اس سے رخصت ہو کر جامع مسجد پہنچا تو ایک شخص نے میرے جوتے سیدھے کیا اور مجھے شیخ محی الدین کے نام سے موسوم کیا۔ جب میں نماز سے فارغ ہوا تو لوگوں نے مجھے چاروں طرف سے گھیر لیا وہ میرے ہاتھ پاؤں چومتے جاتے تھے اور مجھے محی الدین کہتے جاتے تھے۔ آپ کا لقب آسمان پر باز اشہب ہے جس کا آپ نے اپنے قصیدہ میں خود ذکر فرمایا ہے۔

جن و انس پر آپ کا تصوف

کہتے ہیں کہ حضرت کا تصوف جن و انس پر تھا۔ جس طرح لوگ آپ کی محفل میں حاضر ہو کر مشرف بہ اسلام ہوتے اور اپنے پچھلے گناہوں سے تائب ہو کر واپس جاتے اور آپ کی صحبت سے مستفیض ہوتے اسی طرح جنات بھی آپ کی مجلس میں حاضر ہو کر اسلام لاتے اور آپ کی صحبت سے فیض یاب ہوتے۔ آپ نے فرمایا کہ انسانوں میں مشائخ ہوتے ہیں اور جن و ملائک میں بھی مشائخ ہوتے ہیں اور میں ان مشائخ کا شیخ ہوں۔

جنات کا بادشاہ غلام غوثِ اعظم

شیخ ابو سعید عبداللہ بغدادی فرماتے ہیں کہ فاطمہ نامی مری ایک بیٹی تھی جس کی عمر سولہ سال کی تھی وہ چھت پر گئی اور گم ہو گئی۔ میں نے یہ حال غوث الثقلین کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا۔ فرمایا کہ آج رات تم غداد کے محلہ خرابہ کوخ میں جاؤ اور زمین پر ایک دائرہ بناؤ اور ''بسم اللہ علی نیت عبدالقادر'' پڑھتے جاؤ اور اس دائرہ میں بیٹھے رہو۔ جب رات کی تاریکی شباب پر آئے گی تو جنوں کا ایک گروہ اس طرف آئے گا جن کی صورتیں مختلف ہوں گی۔ مگر تم ان سے خائف نہ ہونا۔ صبح کے قریب جنوں کا بادشاہ مع

لشکر آئے گا اور تم سے پوچھے گا کہ بتاؤ کیا کام ہے تم کہنا کہ مجھے شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے آپ کی خدمت میں بھیجا ہے اور اپنی لڑکی کا واقعہ اس کو بتا دینا۔ راوی کہتا ہے کہ میں نے حسب الحکم ایسا ہی کیا۔ جنات گروہ در گروہ مختلف شکلوں میں گزرتے گئے۔ لیکن اس دائرہ کے قریب جس میں میں بیٹھا ہوا تھا کوئی نہیں آیا حتی کہ ان کا بادشاہ بھی ایک گھوڑے پر سوار ہو کر جنات کی ایک بڑی جماعت کے ساتھ نمودار ہوا۔ اور دائرہ کے سامنے آ کر کھڑا ہوا گیا اس نے مجھ سے پوچھا تیرا کیا کام ہے۔ میں نے کہا کہ مجھے شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے آپ کے پاس بھیجا ہے۔ یہ سنتے ہی وہ گھوڑے سے نیچے اترا۔ زمین چومی اور دائرہ کے باہر بیٹھ گیا اور کہنے لگا کس لیے بھیجا ہے میں نے اس کو اپنی بیٹی کے غائب ہو جانے کا قصہ بنایا۔ اس نے فوراً حکم دیا کہ جو جن اس لڑکی کو اٹھا کر لے گیا ہے فوراً حاضر ہو۔ تھوڑی ہی دیر میں اس جن کو مع لڑکی کے وہاں حاضر کیا گیا اور بیان کیا گیا کہ یہ چین کے اجنہ میں سے ہے۔

بادشاہ نے اس سے پوچھا کہ تو اس لڑکی کو حضرت غوث رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے حلقے سے اٹھا کر کیوں لے گیا۔ اس نے کہا کہ مجھے اچھی معلوم ہوئی اس لیے میں اس پر عاشق ہو گیا۔ بادشاہ کے حکم سے اس کا سر قلم کر دیا گیا اور لڑکی کو میرے سپرد کر دیا گیا۔

میں نے اس شاہ اجنہ سے کہا کہ تجھ سے زیادہ شیخ کا فرمانبردار میں نے کسی اور کو نہیں پایا۔ اس نے جواب دیا کہ ہم ان کے فرمانبردار کیوں نہ ہوں وہ گھر بیٹھے ہی جب دنیا کے تمام جنوں پر نظر ڈالتے ہیں تو ان کی ہیبت سے وہ تھرا جاتے ہیں اور راہ فرار اختیار کرتے ہیں نیز یہ کہ اللہ تعالیٰ جب کسی کو قطب مقرر کرتا ہے تو اس کو تمام جن و انس پر حاکم و متصرف کر دیتا ہے۔

آپ کو جیلی کہنے کی وجہ

آپ کو جیلی اس وجہ سے کہتے ہیں کہ آپ مقام جیل کے باشندے ہیں۔ آپ کی ولادت مبارک بھی وہیں ہوئی۔ جیل طبرستان کے عقب میں ایک ملک ہے جس کو جیلان یا گیلان اور گیل بھی کہتے ہیں۔

بعض مورخین کی رائے ہے کہ جیل دریائے دجلہ کے کنارے ایک موضع ہے اور بغداد کے وسط کی طرف جاتے ہوئے ایک دن کی مسافت پر واقع ہے۔ ایک روایت کے مطابق جیل مدائن کے نزدیک ایک موضع ہے ان دونوں مواضعات کی نسبت سے آپ کو جیلانی اور گیلانی کہا جاتا ہے۔ صاحب روضۃ النواظر جو اپنے وقت کے اکابرین میں سے تھے اور جن کا قول مستند مانا جاتا ہے آپ کو ان مقامات سے منسوب کرنے والی جماعت کو غلط بتاتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ یہ ممکن ہے کہ آپ نے ان مقامات پر کچھ عرصہ سکونت فرمائی ہو۔ چنانچہ برج عجمی میں آپ کی ولادت کی جگہ گیلان بتائی گئی ہے اور صاحب معجم لیلدان نے آپ کو مقام بشتیر سے منسوب کیا ہے۔ جو گیلان کے مضافات میں ہے۔

تربیت غوثِ صمدانی

غوث الثقلین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی تربیت روحانی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بلاواسطہ ہوئی ہے اور نسبت خرقہ شیخ ابوسعید مخزومی اور شیخ ابوسعید سامی اور دیگر مشائخ مذکورہ بالا سے حاصل ہے جو آخر میں حضرت معروف کرخی تک پہنچ کر حضرت امام رضی اللہ عنہ تک پہنچتی ہے اور پھر حضرت امام رضی اللہ عنہ کے آباء کرام کے واسطہ سے ہوتی ہوئی حضور سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر منتہی ہوتی ہے۔

سلسلہء طریقت

آپ کے پیر صحبت شیخ حماد باس رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ہیں۔ آپ کی اکثر صحبتیں حضرت خضر علیہ السلام سے رہی ہیں۔ مذہبا آپ حنبلی تھے۔ اور فتویٰ امام شافعی اور امام حنبل کے مذہب کے مطابق دیا کرتے تھے۔ شیخ بقای کا قول ہے کہ ایک دن حضرت غوث الثقلین حضرت امام حنبل کے مزار پر حاضری کے لیے تشریف لے گئے۔ میں نے دیکھا کہ امام احمد حنبل اپنے مزار سے باہر تشریف لے آئے اور انہوں نے غوث اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو اپنے آغوش میں لے کر فرمایا۔

''اے عبدالقادر مجھے علم شریعت وعلم حقیقت وطریقت میں تمہاری ضرورت ہے''

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی والدہ ماجدہ کی کنیت ام الخیر ہے اور لقب و نام امتہ الجبار فاطمہ بنت شیخ عبداللہ صومعی ہے جو مشائخ گیلان میں اپنے زمانہ کے مقتدر اور مستجاب الدعوات ولی گزرے ہیں۔

شانِ غوثِ اعظم

مولانا عبدالرحمٰن جامی نے لکھا ہے کہ شیخ عبداللہ صومعی علیہ الرحمۃ سردارانِ دیار میں سے تھے اور خدائے قدوس نے آپ کو مراتب عالیہ و کرامات ظاہرہ عطا فرمائی تھیں۔ آپ اگر غضب ناک ہوتے اور کسی سے ناراض ہوجاتے تو اللہ تعالیٰ آپ کی طرف سے بہت جلد انتقام لے لیتا۔ اور جیسی آپ کی خواہش ہوتی تو ویسا ہی کرتا۔ اللہ ہر بات کی پہلے سے ان کو خبر کر دیتا جو کہتے وہی ہوتا تھا۔ حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی والدہ ماجدہ کو خدا سے خیر و صلاح کا حصہ بہت کچھ ملا تھا۔ حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے صاحبزادے شیخ عبدالرزاق نے فرمایا کہ جس وقت غوث صمدانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے والد ماجد کی صلب سے اپنی مادر مشفقہ کے رحم لطیف میں منتقل ہوئے اس وقت آپ کی والدہ کی عمر ساٹھ سال کی تھی جبکہ اولاد کی توقع منقطع ہو جاتی ہے۔ یہ بھی آپ کی منجملہ کرامات ہے جو خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے آپ کو حاصل تھیں۔ آپ کی والدہ ماجدہ بڑی عارفہ' صالحہ و صاحب کشف و کرامات تھیں۔

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی ولادت با سعادت ماہ رمضان کی پہلی شب کو ۴۷۰ھ یا ۴۷۱ھ کو جیلان میں ہوئی۔ آپ کی والدہ ماجدہ نے فرمایا کہ جب میرا بیٹا عبدالقادر تولد ہوا تو اس نے پورے رمضان میں کبھی دودھ کو منہ نہیں لگایا۔ ایک مرتبہ مطلع ابر آلود ہونے کی وجہ سے چاند نظر نہیں آیا لوگوں نے آکر مجھ سے دریافت کیا۔ میں نے کہا کہ آج میرے بیٹے عبدالقادر نے دودھ نہیں پیا ہے۔ بعد میں معلوم ہوا کہ اس دن رمضان کی پہلی تاریخ تھی۔

غیبی آواز

آپ فرماتے تھے کہ عنفوان شباب میں جب میری آنکھوں میں نیند بھر آتی تو میں

یہ آواز سنتا کہ اے عبدالقادر تجھے ہم نے سونے کے لیے پیدا نہیں کیا ہے جب میں مکتب میں جاتا تو فرشتوں کو یہ کہتا ہوا سنتا کہ اٹھو اور اللہ کے ولی کو راستہ دو۔

جب آپ جیلان سے بغداد تشریف لے آئے اس وقت آپ کی عمر اٹھارہ سال تھی۔ ۴۸۸ھ میں آپ بغداد تحصیل علم میں مشغول ہو گئے۔ سب سے پہلے قرآن شریف ختم کیا۔ پھر فقہ و حدیث اور دوسرے علوم دینیہ کی تکمیل ایک قلیل مدت میں کی۔ آپ اپنے ہم عصروں پر سبقت لے گئے۔ اس سے پہلے ایک سفر میں ڈاکوؤں نے آپ کے دست مبارک پر توبہ کی اور آپ کے مرید ہوئے۔

فیض نبی و علی

اور ۵۲۱ھ میں جبکہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے آپ کے دہن مبارک میں اپنے دہن پاک کا لعاب ڈالا اور حکم دیا تو آپ نے وعظ و تبلیغ کرنا شروع کر دیا۔ آپ تمام علوم میں مہارت تامہ رکھتے تھے اور ہر علم کے متعلق بیان فرماتے تھے۔ آپ وعظ میں فرمایا کرتے کہ اے اہل دل حضرات آؤ میری سنو اور کچھ سیکھو کیونکہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اس زمین پر وارث و جانشین ہوں۔ میری اس مجلس میں خلعتیں عطا ہوتی ہیں اور خدائے تعالیٰ میرے قلب پر اپنی تجلی ڈالتا ہے۔ ۔آپ کی مجلس وعظ میں تقریباً ستر ہزار کا مجمع ہوتا تھا اور چار چار سو آدمی آپ کے کلام کو نقل کرتے تھے۔ جب مجلس ختم ہو جاتی تو آپ کے حقیقت آموز اور پر از معرفت کلام کے اثر سے وجد و ذوق میں آ کر دو، تین آدمی جاں بحق ہو جاتے تھے۔

آپ کی مجلس میں رسول اللہ کی تشریف آوری

شیخ ابو سعید قیلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ آپ کی مجلس وعظ میں بارہا میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و دیگر پیغمبروں کو اور فرشتوں و جنات کو صف آرا دیکھا ہے۔

آپ کی تصنیفات میں غنیۃ الطالبین، فتوح الغیب مشہور ہیں۔

حلیہ مبارکہ

معتبر کتابوں میں آپ کا حلیہ مبارک اس طرح لکھا ہے کہ آپ نحیف الجسم' قد میانہ' کشادہ سینہ' بلند پیشانی گندمی رنگ تھے۔ دونوں ابرو باہم پیوست تھے۔ آواز بلند تھی۔ لباس عالمانہ زیب تن فرماتے تھے۔ کبھی اطلس کے قیمتی کپڑے پہنتے اور کبھی ایسے جن کی قیمت ایک دینار فی گز ہوتی۔ اکثر جبہ پہنتے تھے۔

حکم خدا کی پابندی

آپ فرماتے ہیں کہ میں اس وقت تک نہیں پہنتا جب تک خدا خود پہننے کا حکم نہ فرمائے اور اس وقت تک نہیں کھاتا جب تک وہ خود نہ کھلائے۔ بولتا بھی نہیں جب تک نہ بلوائے۔

اشرفیوں کی تھیلی سے خون جاری ہو گیا

امراء و سلاطین کے علاوہ اگر کوئی شخص خدمت اقدس میں نذرانہ پیش کرتا تو قبول فرمالیتے اور اسی وقت حاضرین میں تقسیم فرمادیتے۔ ایک دن مستنجد باللہ خلیفہ بغداد آپ کی خدمت میں آیا اور اشرفی کی دس تھیلیاں پیش کیں۔ آپ نے فرمایا مجھے ضرورت نہیں جب زیادہ اصرار کیا تو آپ نے ایک تھیلی کو داہنے ہاتھ میں اور دوسری کو بائیں ہاتھ میں اٹھا کر نچوڑا حتیٰ کہ ان میں سے خون جاری ہو گیا۔ فرمایا اے ابوالمظفر کیا خدا سے تجھے شرم نہیں آتی کہ تو خلق خدا کا خون چوستا ہے اور اپنے اوپر اس کی ذمہ داری لیتا ہے۔ یہ سن کر خلیفہ بے ہوش ہو گیا۔ آپ نے فرمایا بخدا اگر پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نسبت نہ ہوتی تو میں اتنا نچوڑتا کہ یہ خون اس کے محل تک پہنچ جاتا۔

اُمراءِ دنیا سے بیزاری

حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کبھی کسی خلیفہ اور دولت مند کے مکان پر نہیں جاتے تھے اور نہ ان کے بستر پر کبھی بیٹھتے نہ ان کی تعظیم فرماتے۔ جب آپ کے پاس خلیفہ آتا تو آپ مکان میں چلے جاتے اور پھر واپس آتے تا کہ آپ کو اس کی تعظیم کے

لیے نہ اٹھنا پڑے۔ خلیفہ سے گفتگو کرتے تو بہت تفصیل سے گفتگو کرتے۔ خلیفہ آپ کے دست مبارک کو بوسہ دیتا اور جب تک خدمت میں رہتا مودب بیٹھا رہتا اور عرض کرتا کہ آپ کا حکم بسر وچشم۔ آپ جب خلیفہ کو کچھ تحریر فرماتے تو انداز تحریر یہ ہوتا کہ عبدالقادر تجھ کو اس طرح حکم دیتا ہے اس کا حکم تجھ پر نافذ بھی ہے۔ اور تیرے لیے مفید بھی۔ اور کل قیامت میں تیرے لیے حجت بھی۔ آپ کا فرمان جب خلیفہ کے پاس پہنچتا تو وہ اس کو آنکھوں سے لگاتا سر پر رکھتا۔

عاداتِ مبارکہ

روایت ہے کہ حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے زیادہ خوش اخلاق' باحیاو شریف مہربان اور نرم دل کوئی دوسرا نہیں دیکھا گیا۔ چنانچہ پاس بیٹھنے والوں میں ہر شخص کو یہ گمان ہوتا تھا کہ آپ اسی کو سب سے زیادہ چاہتے ہیں۔ سائل کے جواب کو آپ کبھی رد نہ فرماتے۔

دستِ شفا

جس مریض کے علاج سے اطباء عاجز آجاتے اس کو آپ کی خدمت میں لایا جاتا۔ آپ دست شفاء سے اس کو چھوتے وہ تندرست ہو جاتا۔

چور کو ابدال بنا دیا

ایک مرتبہ ایک چور حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے گھر میں آ گیا۔ مگر اندھا ہو گیا اور کچھ نہ لے جا سکا۔ اسی اثناء میں حضرت خضر تشریف لائے اور کہا کہ اے ولی اللہ ایک ابدال فوت ہو گیا ہے جس کے لیے حکم صادر ہوا ہے کہ اس کی جگہ دوسرا مقرر کیا جائے۔ فرمایا ہمارے گھر میں ایک شخص بہت عاجزی اور انکساری کی حالت میں پڑا ہے جائیے اس کو لائیے اور مقرر کر دیجیے۔ حضرت خضر اس چور کو گھر سے باہر لائے اور حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پاس لے کر حاضر ہوئے۔ آپ کی ایک ہی نظر کیمیا اثر سے وہ بینا ہو گیا اور درجہ ابدالیت پر فائز ہو گیا۔ آپ کے بقعہ شریف میں نور

معرفت وحقیقت کے سوا کیا تھا جو چور چرالیتا۔ چور انہیں چیزوں کو حاصل کرنے آیا تھا چنانچہ حضرت نے اس کو بامراد ہی نہیں کیا بلکہ اس کو مقام ابدالیت پر پہنچا دیا۔

نصرانی کو مقام ابدالیت عطا کر دیا

کہتے ہیں کہ قطب و ابدال اور اوتاد کا عزل ونصب اولیاء کا سب حال آپ کے حیطہ علم و اختیار میں تھا۔ جس کو چاہتے معزول فرماتے اور کسی اور کو اس کی جگہ مامور فرمادیتے۔ چنانچہ ایک مرتبہ ایک ابدال انتقال کر گیا تو آپ نے قسطنطنیہ سے ایک نصرانی کو بلایا اور اس کی مونچھیں پکڑیں اس کا نام محمد رکھا اپنا عمامہ اس کے سر پر رکھا اور ابدالوں کی جماعت میں داخل فرما دیا۔

کمالات واحوال سلب

ایک دن ایک مردغیب ہوا میں اڑ رہا تھا۔ جب وہ بغداد کی سمت پہنچا اس کے دل میں خیال گزرا کہ بغداد میں کوئی مرد خدا نہیں ہے حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو اس کا علم ہوا تو آپ نے اس کے کمالات و احوال اس سے سلب کر لیے وہ مردغیب اڑتے اڑتے نیچے گر پڑا۔

ظاہر وباطن سے آگاہی

آخر شیخ علی ہیتی کی التماس پر آپ نے اسے معاف کر دیا اور اس نے توبہ کی اور اڑ کر واپس چلا گیا۔ حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا تمام طریقہ شریعت کے عین مطابق تھا۔ اگر آپ کسی کو خلاف شرع کام کرتے ہوئے دیکھتے تو اس کے احوال کو اس سے سلب فرما لیتے آپ فرمایا کرتے لوگو! اگر شریعت کا پاس اور ادب نہیں رکھو گے تو میں تمہیں آگاہ کرتا ہوں کہ جو کچھ تم کھاتے ہو اور جمع کرتے ہو وہ مجھ پر آئینہ کی طرح روشن ہے۔ تمہارے ظاہر و باطن کو میں دیکھ لیتا ہوں۔

کسی بزرگ نے حضرت خضر علیہ السلام سے حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے بارے میں دریافت کیا تو انہوں نے فرمایا کہ حق تعالیٰ نے کسی ولی کو ایسا بلند مقام

عطا نہیں کیا جو غوث اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ عطا فرمایا ہے اور جو اپنی محبت کی چاشنی ان کو عطا فرمائی ہے وہ کسی اور کو عطا نہیں کی۔ پھر فرمایا کہ حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے احباب میں فرد یگانہ ہیں اور اپنے زمانہ کے غوث وقطب ہیں۔

جن مشائخ کی موجودگی میں اعلان قدمی ھذہ فرمایا

کہتے ہیں کہ حضرت غوث اعظم نے ایک دن اپنی خانقاہ میں مجلس منعقد کی جس میں تقریباً ایک سو مشائخ موجود تھے۔ جن میں شیخ علی ہیتی، شیخ بقای بن بطور، شیخ ابو سعید قیلوی، شیخ ابو نجیب سہروردی جو شیخ شہاب الدین سہروردی کے چچا ہیں، شیخ جاگیر، قصب البان موصلی، شیخ ابو مسعود، شیخ عزاز بطائحی، شیخ منصور بطائحی، شیخ حماد بن مسلم دیاس، خواجہ یوسف ہمدانی جو خواجگان نقشبندیہ کے سردار ہیں، شیخ عقیل بن شحی، شیخ ابو الفقراء، مغربی شیخ عدی بن مسافر، شیخ علی بن وہب سنجاری، شیخ موسیٰ بن یامین زولی، شیخ احمد بن ابوالحسن رفاعی، شیخ عبدالرحمٰن ظفسونجی، شیخ علی مطربا، شیخ ماجد کردی، شیخ ابومحمد قاسم بن عبد منصور بصری، شیخ ابوعمر وعثمان بن مرزوق، شیخ سوید سنجاری، شیخ حیات بن قیس حرانی، شیخ مرسلان دمشقی، شیخ عبدالکریم الاکبر العمر، شیخ ابو العباس الجوسقی الصرصری، شیخ ابوحلیم ابراہیم بن دینار شیخ مکارم اکبری، شیخ صدقہ بغدادی، شیخ یحییٰ دوری مرتعش، شیخ ضیاء الدین ابراہیم بن ابی عبداللہ علی جوینی، شیخ ابوعبداللہ، شیخ ابوبکر الحمامی المزین، شیخ جمیل، شیخ ابو محمد، عبدالحق حریلی، شیخ ابو عمر الکہامی، شیخ ابو حفص، عمر بن ابی القراء الغزال، شیخ مظفر الحمال، محمد بن درمانی التفرونی، شیخ ابو العباس احمد یمانی، شیخ ابومحمد بن عیسیٰ المعروف بہ کوسنج، شیخ مبارک بن علی الحملی، شیخ ابو البرکات بن موران العراقی، شیخ عبدالقادر بن حسن بغدادی، شیخ ابو السعود احمد بن ابی بکر عطار، شیخ عبداللہ محمد الاونی، شیخ ابو العلی و شیخ شہاب الدین سہروردی، شیخ ابو القاسم عمر بن مسعود الزاز، شیخ ابو المنار محمود بن عثمان البقال، شیخ عبدالبواب، شیخ عبدالرحیم فتاوی، مغربی شیخ ابوعمرو عثمان، بن مروزہ، شیخ مکار نہر خالصی، شیخ خلیفہ بن جوسی نہر ملکی، شیخ ابو الحسن جوسقی، شیخ عبداللہ قریشی، شیخ ابوالبرکات بن صحرا موسی، شیخ ابو اسحاق، ابراہیم بن علی اغلب و شیخ غوث رضی اللہ عنہم و دیگر مشائخ کبار و

اولیائے کرام بھی شریک تھے۔

حضرت غوث الثقلین شاہ عبدالقادر جیلانی برسرِ ممبر جلوہ افروز ہوئے اور ایک بلیغ خطبہ فرمایا جس میں آپ نے ارشاد فرمایا۔

قَدَمِیْ هٰذِهٖ عَلٰی رَقَبَةِ کُلِّ وَلِیِّ اللّٰهِ

شیخ علی ہیتی اٹھ کر ممبر کے قریب آئے اور حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا پائے مبارک اٹھا کر اپنی گردن پر رکھا اور آپ کے دامن کے نیچے سے ہو کر نکلے اور حاضرین میں جملہ اولیاء نے بھی اپنی گردنیں جھکا دیں۔

شیخ ابوسعید قیلوی نے فرمایا ہے

کہ جس وقت آپ (غوث اعظم) یہ فرما رہے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کے قلب مصفا پر تجلی ڈالی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بہ نفس نفیس ملائکہ کی ایک جماعت نیز تمام ارواح اور تمام اولیائے کرام کی قیادت کرتے ہوئے تشریف فرما ہوئے اور حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو خلعت پہنایا۔ ہر چہار طرف ملائکہ اور رجال الغیب کی جماعت آپ کی قیادت میں تھی۔ تمام صف آراء تھے اور سطح زمین پر کوئی ولی اور بزرگ ایسا نہ تھا جس نے آپ کے سامنے سرِ تسلیم خم نہ کیا ہو۔

تعظیم غوث نہ کرنے کا وبال

کہتے ہیں کہ عجم کے ایک شخص نے آپ کی عظمت کو تسلیم نہیں کیا اور اپنی گردن آپ کی اطاعت میں خم نہیں کی۔ اسی وقت اس کے کمالات و احوال سلب کر لیے گئے حتیٰ کہ وہ کورا ہو گیا۔

ظاہر ہے کہ اس قسم کا دعویٰ کرنا اور بحکم ایزدی اس کو اس طرح منکشف کرنا اللہ تعالیٰ کے بے حد افضال و اکرام اور خصوصی عنایات و احسانات و تائید و حمایت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روشن دلیل ہے۔ کرہ ارض کے تمام اولیائے کرام نے آپ کی بڑائی کو تسلیم کیا ہے۔ اور کوئی بڑے سے بڑا ولی بھی اس بلند مقام پر نہ پہنچ سکا۔

آپ کے احوال کی پیشین گوئیاں

بمقامیکہ رسیدی نہ رسد ہیچ ولی

آپ کے ابتدائی زمانہ میں بعض مشائخ نے یہ پیشین گوئی کی تھی کہ اس عجمی نوجوان کے قدم تمام اولیاء کے قدموں پر ہوں گے۔

نیز مشائخ کبار نے اس واقعہ کے سو سال پہلے ہی آپ کے احوال نیز آپ کے متعلق پیش گوئی کر دی تھی۔ چنانچہ شیخ ابوبکر بن مرار ابطائحی قدس اللہ سرہ نے جو بڑے درجے کے متقدمین مشائخ کبار میں سے ہیں اور صاحب کرامات و مقامات بزرگ گزرے ہیں اور جو عالم رویا میں حضرت صدیق اکبر کے مرید ہوئے تھے۔ اور جنہوں نے واسطہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے خرقہ حاصل کیا تھا فرمایا کہ میں نے حق تعالیٰ سے اس امر کا عہد کر لیا تھا کہ جو بھی میرے روضہ میں داخل ہو اس پر آتش دوزخ حرام فرمائی جائے۔

موصوف کا مزار مبارک بطائح میں ہے۔ اور یہ مشہور ہے کہ ان کے مزار کے قریب گوشت یا مچھلی پکانے سے کبھی نہیں پکتی۔ فرماتے ہیں کہ عراق کے اوتاد سات بزرگ ہیں۔ معروف کرخی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ' امام خیل بشر حافی' منصور بن عمار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ' جنید بغدادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سہل بن عبداللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ' تستری اور شیخ عبدالقادر جیلانی قدس اللہ اسرارہم۔ موصوف سے پوچھا گیا کہ شیخ عبدالقادر کون ہیں۔ فرمایا کہ ایک کریم النفس عجمی ہے جو بغداد میں پیدا ہوگا اور جس کا ظہور قرن پنجم میں ہو گا۔ شیخ ابو محمد سکی جو شیخ ابوبکر بطائحی کے مرید خاص اور عراق کے صاحب مقامات و کشف و کرامات بزرگ ہیں جن کا مزار اقدس قریہ حداویہ میں ہے جو بطائح کے مضافات میں واقع ہے۔ فرماتے ہیں شیخ سید عبدالقادر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی ایسی شخصیت ہوگی جس کے اقوال و افعال کی اتباع کی جائے گی۔ اور حق تعالیٰ ایک جماعت کثیر کو اس کی برکت سے مقامات عالیہ پر فائز کرے گا۔ بروز حشر سابقہ امتوں کے مقابلہ وہ فخر و مباہات کرے گی۔

غوثِ اعظم رسولِ اعظم کے نقش قدم پر

حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ ولی اللہ کسی پیغمبر کے نقش قدم پر ہوتا ہے اور میں اپنے جد امجد آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نقش قدم پر ہوں۔ جہاں جہاں میرے جد امجد نے قدم رکھے ہیں میں نے اسی مقام پر اپنا قدم رکھا ہے۔ بجز راہ نبوت جہاں میں مجبور تھا کیونکہ اس راہ میں غیر نبی کے لیے گنجائش نہیں۔ اس سے آپ کے معراج کمال اور بلندی مقام اور اتباع محمدی کا اندازہ بخوبی کیا جا سکتا ہے۔

آپ کے جسم پر کبھی مکھی نہ بیٹھی

شیخ شریف بن حضرت حسن موصلی نے فرمایا کہ میں نے اپنے والد ماجد کو فرماتے ہوئے سنا کہ میں تیرہ سال کی عمر تک حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں حاضر رہا اور میں نے اس تمام عرصہ میں یہ نہیں دیکھا کہ کوئی مکھی آپ کے جسم اطہر پر کبھی بیٹھی ہو۔ یا آپ نے ناک صاف کی ہو۔

فیض غوثِ صمدانی

تمام مشائخ وقت کو آپ سے عقیدت و ارادت حاصل تھی۔ امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ یمن کے اکثر مشائخ غوث اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ارادت مند تھے۔ خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ و شیخ شہاب الدین سہروردی بھی آپ کی صحبت سے باطنی فیض حاصل کرتے تھے۔

کہتے ہیں کہ کسی نے شیخ عقیل سے ذکر کیا کہ عبدالقادر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نامی ایک عجمی بغداد میں بہت مشہور ہے۔ فرمایا زمین سے کہیں زیادہ شہرت آسمان پر ہے۔ شیخ ابوبغرائے مغربی سے جو مغرب کے اکابر و مشائخ سے تھے۔ جب ان کے دوستوں نے کہا کہ ہم بغداد جا رہے ہیں تو آپ نے فرمایا کہ جب بغداد پہنچو تو شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں ضرور حاضری دینا کیونکہ بخدا تمام عجم اور عراق میں ان کی مثال نہیں ملتی۔ سرزمین مشرق سرزمین مغرب پر آپ کے باعث فخر کرتی ہے۔ ان کے

علم و کمالات کا درجہ دوسرے اولیاء کے مقابل بہت بلند ہے۔ جب آپ صاحبان وہاں حاضری دیں تو میرا سلام عرض کر کے کہنا کہ مجھے دعائے خیر میں یاد رکھیں۔

مجاہداتِ غوثِ اعظم

کہا جاتا ہے کہ غوث الاعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ میں پچیس سال جنگلوں میں پا پیادہ گھومتا رہا ہوں۔ چالیس سال عشاء کے وضو سے صبح کی نماز ادا کی ہے اور پندرہ سال بعد نماز عشاء ایک پاؤں پر کھڑے ہو کر قبل از صبح ایک قرآن روزانہ ختم کیا ہے۔ ایک رات میرے نفس نے سونے کی خواہش ظاہر کی اور کہا کہ اگر کچھ دیر سو لیا جائے تو کیا مضائقہ ہے۔ میں نے اس کی ایک نہ سنی اور اسی جگہ ایک پاؤں پر کھڑے ہو کر ایک قرآن ختم کیا۔ نیند میرے سامنے مختلف صورتوں میں آتی۔ میں غضب ناک لہجہ میں اس پر زجر و توبیخ کرتا تو وہ کافور ہو جاتی۔ آپ نے فرمایا کہ میں چالیس روز کامل روزہ سے رہتا۔ عراق کے جنگل میں گیارہ سال عجمی برج میں رہا ہوں اور صرف میرے قیام کی بدولت اس برج کا نام عجمی برج پڑ گیا۔

مریدوں کے لئے پروانۂ بخشش

آپ کے صاحبزادے شیخ عبدالرزاق نے بیان کیا کہ حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے تھے کہ میرے ہاتھوں میں ایک کاغذ دیا گیا میں نے اس لمبی فہرست پر اپنی نظر سے دیکھا کہ میرے اصحاب اور مریدین اپنی نسبت تا قیامت مجھ سے استوار رکھیں گے۔ حکم ہوا کہ ان سب کو تیری وجہ سے ہم نے بخش دیا۔ حضرت غوث پاک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ خالق برگزیدہ کے عزت و جلال کی قسم میں اپنے خدا کے سامنے سجدہ سے اس وقت تک سر نہیں اٹھاؤں گا جب تک کہ میرے مریدوں کو میرے ساتھ جنت میں داخل ہونے کی اجازت نہ ملے گی۔ آپ نے فرمایا کہ اگر میرا مرید مشرق میں ہو اور میں مغرب میں اور وہ برہنہ ہو جائے تو میں مغرب میں ہوتے ہوئے بھی اس کو اپنے دامن میں چھپا لوں گا۔

نسبتِ غوث باعثِ جنت

کہتے ہیں کہ شیخ عمران نے غوث اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے دریافت کیا کہ اگر کوئی شخص خود کو آپ کا مرید کہے اور درحقیقت اس نے آپ کے ہاتھ پر بیعت نہ کی ہو اور نہ خرقہ حاصل کیا ہو تو کیا ہم اس کو آپ کے مریدوں میں شمار کریں یا نہیں؟ حضرت نے جواب دیا کہ جو اپنی نسبت میری طرف کرے تو حق تعالیٰ اس کو قبول فرمائے گا۔ اس کے گناہوں کو معاف کرے گا اور وہ میرے مریدوں میں ہی سمجھا جائے گا۔

غوثِ اعظم دستگیر

کہتے ہیں کہ شیخ عمر بزاز سے حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ حسین بن منصور حلاج سے لغزش ہوئی۔ اس کے زمانہ میں کوئی ایسا نہ تھا جو اس کی مدد کرتا ہو۔ اگر میں ہوتا تو ضرور اس کی مدد کرتا۔ میرے مریدین سے جو بھی ادنیٰ سی لغزش کرے گا میں اس کی دستگیری کروں گا۔ یہ ان کی بہت بڑی خوشخبری اور خوش نصیبی ہے۔ جن کے پیر و مرشد غوث اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ہیں جن کے امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ امام اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ہیں اور جن کے پیغمبر خاتم النبیین محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ وہ خوش نصیب ہیں جن کو اتنی بڑی سعادت نصیب ہو اور اس بارگاہ سے نسبت ارادت حاصل ہو اس فقیر عاجز کو بھی امید ہے کہ اس درگاہ کے نیاز مندوں اور کمترین غلاموں میں ہونے کا شرف نصیب ہو گا۔ اور حضرت پیر دستگیر کی توجہ اور عنایات سے دنیا اور آخرت میں نجات حاصل ہو گی۔

زیارتِ غوث باعثِ نجاتِ عذاب

کہتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ جو مسلمان میرے مدرسے میں آ گیا یا اس نے میری زیارت کی۔ اس پر عذاب قبر اور عذاب قیامت کم کر دیا جائے گا۔

حکایت

نقل ہے کہ ہمدان سے ایک شخص حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت

میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ میرے والد کا انتقال ہو گیا ہے اس کو میں نے خواب میں دیکھا اس نے مجھ سے کہا کہ مجھے قبر میں عذاب دیا جا رہا ہے۔ اس لیے تم شیخ عبدالقادر جیلانی کی خدمت میں جا کر دعا کی درخواست کرو۔ آپ نے دریافت کیا کہ کیا وہ میرے مدرسہ میں آیا تھا۔ عرض کیا کہ بے شک۔ آپ خاموش ہو گئے دوسرے دن وہ شخص پھر حاضر ہوا۔ عرض کیا رات میں نے اپنے والد کو خوش و خرم دیکھا ہے۔ وہ سبز لباس پہنے ہوئے تھے اور فرماتے تھے کہ مجھے عذاب قبر سے نجات مل گئی ہے اور یہ سبز خلعت شیخ کی برکت سے مجھے عطا ہوا ہے۔

خوش نصیبی کیا ہے؟

بے شک وہ آنکھیں خوش نصیب ہیں جنہوں نے حضرت کا جمال جہاں آراء دیکھا ہے اور کان سعادت مند ہیں جنہوں نے آپ کی آواز سنی ہے۔ وہ شخص خوش نصیب ہے۔ جو آپ کے مدرسہ میں آیا۔

حکایتً

شیخ علی ہیتی نے فرمایا ہے کہ میں نے حضرت غوث پاک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے حلقہ اور خرقہ سے زیادہ بابرکت کسی کا خرقہ اور حلقہ نہیں پایا اور میں نے اس دن سے زیادہ کوئی دن ایسا متبرک اور مسعود نہیں دیکھا جس دن میں نے حضرت غوث پاک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا دیدار کیا۔

اہل یمن کا ایک شخص کہتا ہے کہ میں نے یہ ارادہ کیا تھا کہ میں اہل یمن کے کسی بہتر شخص کی خدمت میں اسلام کی سعادت سے مشرف ہوں گا۔ خواب میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو دیکھا کہ وہ فرماتے ہیں کہ تو بغداد میں جا کر شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے دست مبارک پر اسلام قبول کر۔ کیونکہ تمام روئے زمین پر ان سے بہتر اور کامل موجود نہیں۔ شیخ ابوعمر بن مزروقی نے فرمایا کہ شیخ عبدالقادر ہمارے شیخ اور امام ہیں جو شخص بھی اس زمانہ میں خدا کی راہ میں چلنا چاہتا ہے اور اس کو کوئی حال اور مقام حاصل ہوتا ہے تو وہ شیخ کی برکت سے حاصل ہوتا ہے اور وہی اس کے مقتداء اور امام ہیں۔ حق

تعالیٰ نے زمانہ کے اولیائے کرام سے عہد لیا ہے کہ وہ شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا حکم مانیں اور ہر وہ فیض جو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اصحاب کبار تک پہنچا وہ اس زمانہ کے اولیاء کو شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے پہنچتا ہے۔ تمام اولیاء کے مراتب کا علم رکھتے ہیں مگر دوسروں کو آپ کے درجہ ولایت کا کوئی صحیح علم نہیں۔ اس طریقہ میں بجز رضاء الٰہی وسنت محمدی کے اور کوئی دوسری چیز نہیں۔

حکایت

شیخ ابو محمد علی سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا کہ ایک دن میں شیخ عبدالقادر کی زیارت کے لیے حاضر ہوا کچھ عرصہ ان کی خدمت میں ٹھہرا۔ جب میں نے مصر واپس جانے کا قصد کیا اور آپ سے اجازت طلب کی۔ آپ نے فرمایا کہ دیکھو کبھی کوئی چیز کسی سے ہرگز طلب نہ کرنا اور اپنی انگشت مبارک میرے منہ میں رکھ کر فرمایا اس کو بار بار چوسو۔ میں نے تعمیل کی۔ اس برکت سے بغداد سے مصر تک راستہ میں مجھے بھوک و پیاس محسوس نہیں ہوئی اور میں جسم میں پہلے سے زیادہ قوت محسوس کرتا تھا۔

لڑکی لڑکا ہو گئی

کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ ایک شخص حاضر خدمت ہوا۔ عرض کیا کہ میری بیوی حاملہ ہے اور مجھے لڑکے کی تمنا ہے۔ فرمایا ان شآء اللہ ہو گا۔ جب بچہ ہوا تو وہ لڑکی تھی۔ وہ اس کو لے کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ حضرت یہ لڑکی پیدا ہوئی ہے۔ فرمایا گھر جاؤ اور اس کو کپڑے میں لپیٹ لو اور پھر دیکھو چنانچہ تھوڑی دیر میں کیا دیکھا کہ وہ لڑکا ہے۔

سورج و چاند کا سلام پیش کرنا

شیخ ابو مسعود سے نقل ہے کہ حضرت غوث صمدانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے تھے کہ جب ماہ و خورشید طلوع ہوتے ہیں تو مجھے سلام کرتے ہیں اسی طرح سال، ماہ ہفتہ اور دن میرے سلام کو حاضر ہوتے ہیں اور جو کچھ خیر و شر .... خدا کی طرف سے مقدر ہو

چکا ہوتا ہے مجھے بتاتے ہیں۔

مہینوں کا آپؒ کی خدمت میں حاضر ہونا

حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے صاحبزادے شیخ سیف الدین عبدالوہاب نے فرمایا کہ ہر مہینہ آنے سے پہلے میرے والد کی خدمت میں حاضر ہوتا اگر اس میں سختی اور شر مقدر ہوتا تو وہ بری صورت میں ظاہر ہوتا اگر خوشحالی اور خیر مقدر ہوتی وہ بہتر شکل میں نمودار ہوتا۔ یک شنبہ کو رجب کے آخر میں ایک شخص کریہہ المنظر خدمت میں حاضر ہوا اور کہا کہ اسلام علیک یا ولی اللہ میں ماہ شعبان ہوں آپ کو مبارک باد اور سلامی کے لیے حاضر ہوا ہوں ۔ مجھ میں باشندگان بغداد کے لیے اموات اور ملک حجاز کے لیے گرانی اور خراسان کے لیے قتل و غارت گری مقدار کی گئی ہے جب ماہ شعبان آیا تو جو کچھ اس نے کہا تھا صادق آیا۔ آپ ماہ رمضان میں کچھ عرصہ بیمار رہے۔

ماہِ رمضان کی آپ سے معذرت

پیر کے دن 29 رمضان کو شیخ علی ہیتی' شیخ نجیب الدین سہروردی جیسے مشائخ کبار کی جماعت خدمت میں حاضر تھی۔ ایک شخص مودبانہ خدمت میں حاضر ہوا اور سلام عرض کیا اور کہا کہ اے ولی اللہ میں رمضان کا مہینہ ہوں۔ آپ کی خدمت میں اس کے لیے معذرت کرنے حاضر رہا ہوں جو آپ کے لیے مجھ میں مقدر ہے۔ اب میں رخصت ہوتا ہوں کیونکہ آپ سے یہ میری آخری ملاقات ہے۔

آپ کا وصال شریف

چنانچہ ربیع الآخر سال دوم میں آپ کا انتقال ہو گیا۔ اور دوبارہ ماہ رمضان آپ کی زندگی میں نہ آ سکا۔ آپ کی وفات شریف شنبہ کو بعد نماز عشاء ۸ یا ۹ ربیع الاخر کو ہوئی اور بعض روایات کے مطابق آپ کی تاریخ وفات ۱۳ اور بعض کے مطابق ۱۷ ہے۔ لیکن صحیح ۹ ربیع الاخر ہے۔ اول قول کے مطابق آپ کی عمر شریف نوے سال سات ماہ اور نو دن تھی۔ دوسرے قول کے مطابق ۸۹ سال ۷ ماہ ۹ دن تھی۔ ہندوستان میں آپ کا عرس

شریف بعض ۱۱ ربیع الاخر کو اور بعض ۱۷ کو کرتے ہیں۔ بغداد شریف میں ۱۷ کو عرس ہوتا ہے۔ یہ احقر حضرت کا عرس ۹ ربیع الاخر کی شب کو کرتا ہے۔ کیونکہ زیادہ صحیح یہی تاریخ بتائی جاتی ہے۔

وصیت غوث الثقلین

نقل ہے کہ وفات کے دن بہت سے مشائخ حاضر تھے۔ شیخ عبدالوہاب آپ کے صاحبزادے نے وصیت کرنے کی درخواست کی۔ فرمایا اللہ کی اطاعت اور خالص اس کے لیے پرہیزگاری اختیار کرو۔ خوف اور امید بجز حق تعالیٰ کے اور کسی سے نہ رکھو۔ تمام ضرورتوں کو خدا کے سپرد کردو۔ اور اس سے ہی طلب کرو۔ بجز اللہ کے کسی پر اعتماد نہ کرو۔ توحید خالص کو لازم سمجھو کیونکہ اس پر تمام مشائخ اور سادات کا اتفاق ہے۔ پھر اپنی اولاد سے جو حضرت کے چاروں طرف موجود تھی۔ فرمایا اٹھو جگہ دو اور ان کا ادب کرو۔ رحمت خداوندی برس رہی ہے۔ جگہ تنگ نہ کرو۔ علیک السلام و رحمتہ اللہ فرماتے تھے۔ ایک رات اور ایک دن ان کلمات کو بار بار فرماتے تھے کہ مجھے کسی چیز کی پرواہ نہیں نہ ہی میں ملک الموت سے ڈرتا ہوں۔ آپ کا مزار مبارک مدرسہ باب الازخ میں ہے۔ جو شہر بغداد میں ہے اور آپ کو شیخ ابوسعید مخزومی نے اپنی عین حیات ہی میں خود عطا فرما دیئے تھے۔ بعد مرگ مزار مبارک میں بھی حق سبحانہ نے عالم پر تصرفات عطا فرمائے ہی چنانچہ امام عبداللہ یافعی نے فرمایا ہے کہ اگر کوئی صاحب حال بغداد میں آئے اور حضرت غوث اعظم رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ محبوب سبحانی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضری نہ دے تو اس کا حال سلب ہو جاتا ہے۔

علم لدنی کے دروازے

شیخ عبدالوہاب اور شیخ عبدالرزاق سے روایت ہے کہ ایک دن حضرت والد بزرگوار مدرسہ بابا الازخ میں دودھ نوش فرما رہے تھے کہ دفعتاً آپ نے دودھ پیتے پیتے چھوڑ دیا اور بہت دیر غائب رہنے کے بعد عالم ہوش میں واپس آئے اور فرمایا کہ مجھ پر بڑے دروازے علم لدنی کے کھول دیئے گئے ہیں اور ہر دروازے کی وسعت آسمان و

زمین کی وسعت کے برابر ہے۔

ارشادات و بشارات

ایک دن فرمایا کہ مشرق ومغرب خشکی تری اور پہاڑوں نے میری عظمت و بزرگی تسلیم کر لی اور فی زمانہ کوئی ولی ایسا نہیں جس نے مجھے نہ مانا ہو۔ شیخ عمر بزاز رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا قول ہے کہ غوث اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ پریشانی میں مجھ سے جو مدد طلب کرتا ہے میں اس کی پریشانی کو دور کر دیتا ہوں اور سختی کے وقت جو مجھے پکارتا ہے میں اس کو سختی سے نجات دیتا ہوں۔

غیبی امداد

شیخ ابو عمر و صدیقی اور شیخ ابو محمد عبدالحق نے فرمایا کہ ایک مرتبہ منگل کے دن ۳ صفر کو ہم حضرت کی خدمت میں حاضر مدرسہ تھے۔ پس حضرت نے اٹھ کر وضو کیا اور دو رکعت نماز ادا کی۔ جب نماز سے فارغ ہوئے تو ایک پر جلال بلندہ نعرہ لگایا اور نعلین چوبی جو آپ پہنے ہوئے تھے اِن میں سے ایک کھراؤں مبارک ہوا میں پھینک دی وہ ہوا میں غائب ہوگئی پھر دوسری کھڑاؤں بھی ہوا میں پھینک دی وہ بھی غائب ہوگئی۔ اس کے بعد آپ بیٹھ گئے۔ کسی کو سوال کرنے کی جرات نہ ہوئی۔ ۲۳ دن کے بعد شہر عجم سے ایک قافلہ آیا اس نے کہا کہ ہم حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو نذر پیش کرنی ہے۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ ان سے ایک من ریشم اور ریشمی کپڑے اور سونا قبول کر لو۔ پھر ان لوگوں نے حضرت کی نعلین مبارک لا کر رکھ دیں۔ حضرت نے پوچھا تم کو یہ نعلین کہاں سے ملیں۔ عرض کیا منگل ۳ صفر کو ہم راستہ میں تھے کہ اچانک ہم پر ڈاکوؤں نے حملہ کر دیا اور قافلہ میں لوٹ مار شروع کر دی۔ بعض کو قتل کر دیا مال و متاع لوٹ کر چلے گئے اور کسی وادی میں پہنچ کر مال تقسیم کرنے کے لیے اترے۔ ہم نے دل میں سوچا کہ اس وقت شیخ غوث اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو یاد کریں۔ چنانچہ فوراً ہم نے حضرت کی نذر مانی اس کے بعد ہم نے دو نعروں کی آواز سنی جس کی ہیبت سے تمام وادی گونج اٹھی ہم نے دیکھا کہ دو ڈاکو پریشان حال ہماری طرف آ رہے ہیں۔ ہم نے خیال کیا کہ شاید ڈاکوؤں کا دوسرا

گروہ ہم کو لوٹنے کے لیے آ رہا ہے۔ ہم نے آپس میں طے کیا کہ سب مال ایک جگہ جمع کر لیں اور دیکھیں کہ اب کیا مصیبت ہم پر نازل ہوتی ہے۔ ہم نے دیکھا کہ ان کے دو سردار مرے پڑے ہیں اور یہ دونوں جوتیاں پانی میں بھیگی ان کے پاس پڑی ہوئی ہیں۔ انہوں نے ہمارا مال واپس کر دیا اور کہنے لگے کہ یہ کوئی بڑا معاملہ ہے۔

نامِ غوث کی ہیبت

کہتے ہیں کہ ایک شخص غوث اعظم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ میری بیوی کو مرگی کا مرض ہے۔ ہر قسم کے علاج اور جھاڑ پھونک کے باوجود کوئی فائدہ نہیں ہوا فرمایا اب اگر دورہ پڑے تو اپنی بیوی کے کان میں کہہ دینا کہ شیخ عبدالقادر بغداد میں مقیم ہیں اور فرماتے ہیں کہ اگر تو باز نہیں آیا تو تجھ کو ہلاک کر دیا جائے گا۔ راوی کہتا ہے کہ میں نے ایسا ہی کیا اور پھر میری بیوی کو کبھی مرگی کا دورہ نہیں پڑا۔

امام عبداللہ یافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں کہ اس کے بعد بغداد میں پھر کوئی اس بیماری میں مبتلا ہی نہیں ہوا البتہ آپ کے وصال کے بعد لوگ ضرور اس بیماری میں مبتلا ہوئے۔

مرغ زندہ ہو گیا

ایک دن ایک بوڑھی عورت حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں اپنے لڑکے کو لے کر حاضر ہوئی اور عرض کیا کہ میرے لڑکے کو آپ سے کمال محبت اور عقیدت ہے۔ میں اس سے اپنی ذمہ داری اٹھاتی ہوں اور آپ کی خدمت کے لیے آزاد کرتی ہوں۔ آپ نے خدا کے لیے اس کو قبول فرمالیا اور مجاہدات وریاضات کی تعلیم دی۔ چند دن بعد وہ بوڑھی عورت اپنے بیٹے سے ملنے آئی دیکھا کہ وہ جو کی روٹی کھا رہا ہے اور اس کا رنگ پیلا پڑ گیا ہے۔ اور کم خوابی اور بیداری کے باعث نحیف و لاغر ہو گیا ہے۔ وہ حضرت کی خدمت میں گئی۔ ایک پلیٹ میں مرغ کی ہڈیاں رکھی ہوئی تھیں جو حضرت تناول فرما چکے تھے۔ بڑھیا نے کہا کہ اے شیخ آپ تو مرغ کا گوشت کھائیں اور میرا لڑکا جو کی روٹی۔ حضرت نے اپنا دست مبارک ہڈیوں پر رکھ کر فرمایا کہ اللہ کے حکم

سے جو رسیدہ ہڈیوں میں جان ڈالتا ہے۔ تم کھڑے ہو جاؤ۔ وہ مرغ زندہ ہو گیا اور اس نے اذان دینا شروع کی۔ حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس بڑھیا سے فرمایا جب تیرا لڑکا اس قابل ہو جائے تو جو اس کا جی چاہے کھائے پس جانا چاہیے۔

اس آفتاب شریعت وطریقت محبوب سبحانی کا درجہ اور مرتبہ اس سے کہیں زیادہ بلند ہے جو بیان کیا جائے یا لکھا جائے اور ایک میں عاجز مجھ جیسے ہزار لکھنے والے اور بیان کرنے والے عاجز ہیں۔ یہاں جو کچھ آپ کی ذات ستودہ صفات کے متعلق لکھا گیا ہے آپ کے کمالات کے ہزارویں حصہ سے بہت کم ہے۔ آپ کے کمال مرتبہ کو سمجھنے کے لیے یہی کافی ہے۔

اللہ تعالیٰ آپ سے محبت کرتا ہے

کہ آپ محبانِ الٰہی کے گروہ کے سردار ہیں۔ جیسا کہ شیخ جمال العارفین ابو محمد بن عبداللہ بصری سے روایت ہے کہ ایک دن میں نے خضر علیہ السلام سے ملاقات کی۔ میں نے ان سے کہا کہ اولیاء کرام کا کوئی عجیب واقعہ جو آپ کو پیش آیا ہو بیان کیجئے۔

فرمایا ایک مرتبہ میں بحر محیط سے گزر رہا تھا جہاں کسی آدمی کا گزر نہیں تھا۔ میں نے دیکھا کہ ایک شخص کمبل اوڑھے لیٹا ہوا ہے۔ میرے دل میں خیال آیا کہ یہ ضرور ولی ہو گا میں نے اس سے کہا کہ اٹھیے اور عبادت کیجئے۔

انہوں نے اٹھ کر کہا کہ اے ابو العباس جاؤ اور اپنے نفس کو مشغول رکھو۔

میں نے پوچھا کہ آپ نے مجھے کیسے پہچانا۔

کہا آپ خضر ہیں یا نہیں لیکن یہ بتاؤ کہ میں کون ہوں؟

میں نے اپنے خدا سے عرض کیا اے خدا میں نقیب اولیاء ہوں مگر مجھے علم نہیں کہ یہ کون ہے غیب سے آواز آئی کہ اے ابو العباس تو بے شک اولیاء کا نقیب ہے مگر ان اولیاء کا جو مجھ سے محبت کرتے ہیں لیکن یہ شخص اس گروہ سے ہے جن سے میں محبت کرتا ہوں وہ شخص مجھ سے مخاطب ہوا اور کہا کہ اے ابوالعباس سنا

میں نے کہا ہاں! آپ میرے حق میں دعا فرمائیں۔

کہا کہ میں آپ سے دعا کا طالب ہوں۔

میں نے کہا کہ میں اس قابل نہیں۔ معذور ہوں۔ اللہ آپ کو اس کا حصہ فراواں عطا کرے۔

میں نے عرض کیا اور زیادہ دعا فرمایئے۔ بس اتنے میں وہ میری نظر سے غائب ہو گئے حالانکہ کوئی ولی میری نظر سے غائب نہیں ہوسکتا۔

وہاں سے میں آگے گیا۔ وہاں ریت کے ایک اونچے ٹیلے پر میں نے ایک نور کو دیکھا جس سے نگاہ خیرہ ہوتی تھی۔ دیکھا کہ وہاں ایک عورت ایک نیا کمبل اوڑھے سو رہی ہے جس کا کمبل اس مرد کے کمبل جیسا ہے میں نے چاہا کہ اس کے پاؤں کو چھو کر اس کو بیدار کر دوں۔

آواز آئی کہ ادب سے رہ اور ان کا احترام کر جن کو ہم دوست رکھتے ہیں تھوڑی دیر بعد بیٹھ گیا حتی کہ وہ بیدار ہوئی اور اس نے مجھ کہا کہ

اے ابوالعباس اگر منع کرنے سے پہلے تم ادب سے رہتے تو بہتر تھا۔

میں نے کہا واللہ آپ اس شخص کی بیوی ہیں۔

کہا ہاں یہاں ایک ابدال عورت کا وصال ہوگیا تھا۔ خدا نے اس کے غسل تجہیز و تکفین کے لیے مجھے یہاں بھیجا تھا جب میں اس کام سے فارغ ہوئی تو اس کو آسمان کی طرف اٹھالیا گیا۔

میں نے کہا کہ دعا کیجئے فرمایا

اے ابوالعباس میں تم سے دعا کی طالب ہوں۔

میں نے عرض کیا کہ میں مجبور ہوں۔ اس نے کہا کہ اللہ آپ کو اس کا حصہ فراواں عطا کرے۔ میں نے کہا کہ کچھ اور کہیے۔ اس نے کہا کہ اگر میں نظر سے غائب ہو جاؤں تو ملامت نہ کریں یہ کہا اور غائب ہوگئیں۔ راوی کہتا ہے کہ میں نے حضرت خضر علیہ السلام سے پوچھا کہ اس قسم کے خدا کے محبوبیں کے گروہ کے بھی سردار ہوتے ہوں گے؟

فرمایا کہ ہاں۔

پھر میں نے پوچھا کہ ہمارے زمانہ میں کون ہے
فرمایا شیخ عبدالقادر رضی اللہ عنہ!
اس بارے میں اس فقیر نے کہا

عاشق یار خویش جملہ جہاں　　اے خوشا آنکس کہ یار عاشق وست

(اپنے محبوب کا عاشق سارا زمانہ ہے مگر وہ شخص کتنا خوش قسمت ہے جس پر اس کا محبوب خود عاشق ہو۔)

صاحب فتوحات لکھتے ہیں کہ مفردان ایک ایسی جماعت ہے کہ جو قطب کے دائرہ سے باہر ہیں۔ حضرت خضر علیہ السلام اس جماعت سے متعلق ہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے قبل اسی جماعت سے تعلق رکھتے تھے۔

کرامات غوثِ اعظم کی جامعیت

حضرت غوث پاک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ان حالات وخوارق کی نسبت قلمبند کیے گئے ہیں۔ ان کی نسبت ہزار میں سے ایک کی بھی نہیں۔ حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی، امام عبداللہ یافعی سے تاریخ نفحات الانس میں لکھتے ہیں کہ حضرت غوث اعظم رحمتہ اللہ علیہ کی کرامات تحریر وتقریر میں نہیں آسکتیں۔ آئمہ کرام نے مجھے بتایا ہے کہ آپ کی کرامات تواتر سے ہم تک پہنچتی ہیں اور یہ ثابت ہوگیا ہے کہ آپ سے جن کرامات کا ظہورا ہوا ہے۔ کسی اور بزرگ سے نہیں ہوا۔ آپ کی حیات مبارکہ میں جو کرامات ظاہر ہوئیں اور جو بعد میں دیکھنے میں آئیں اگر ان کو جمع کیا جائے تو ایک دفتر چاہیے۔ اس لیے اختصاراً اتنا لکھ دیا ہے کہ یہ کرامات جو ظاہر ہوئیں اور ہوتی رہیں گی۔ درحقیقت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے معجزہ کا اثر ہے۔ جیسا کہ عبدالرحمٰن جامی نے فرمایا۔

از ولی خارقی کہ مسموع است　　معجزہ آں نبی متبوع است

پہلی رات جب اس احقر و ناچیز مرید نے حضرت غوث پاک کا تذکرہ لکھنا شروع کیا تو اپنے آپ کو درحقیقت بغداد میں حضرت کے گنبد شریف میں حضرت موسیٰ کاظم اور حضرت غوث اعظم رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے مزار کے گرد پایا۔ گویا اس کارِ عظیم کی برکت سے یہ سعادت حاصل ہوئی۔ پس مجھے یقین ہوگیا اور میں اپنے دل میں خوش ہوا کہ میری یہ کاوش شرف قبولیت کو پہنچی۔ اللہ کا شکر ادا کیا۔